REGD No P.67

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ ار نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل ۱۰ ر نومبر میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

ربوہ ۹ ر نومبر بوقت ۸ بجے صبح۔ کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی الحمد للہ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور انور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور کام کرنے والی لمبی عمر بخشے۔ آمین۔

قادیان ۱۲ ار نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال پاسپورٹ پر ربوہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں عنقریب واپسی متوقع ہے اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور خیریت دارالامان واپس لائے۔ آمین۔

مناظرہ یادگیر یادگیر میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان مورخہ ۲۳ ر ۲۴ ر ۲۵ ر نومبر کو ایک عظیم الشان مناظرہ ہو رہا ہے احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مناظرہ میں ہمارے مناظرین کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور اپنے فضل سے اس سے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

"تحریک جدید کے ہر مجاہد کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا"

"اے مردو اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو"

(المصلح الموعود)

بدر کی گذشتہ اشاعت میں احباب کرام کو یہ خوشخبری سنائی جا چکی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے تحریک جدید کے نئے سال یعنی دفتر اول سال ۳۰ اور دفتر دوم سال ۲۰ کا آغاز ہو چکا ہے۔ الحمد للہ کہ مجاہدین تحریک جدید کو اپنی قربانیاں اشاعتِ اسلام کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کا ایک اور موقع مل رہا ہے۔ جس طرح شاہراہوں پر سنگ ہائے میل قطع منزل اور قرب منزل کا نشان ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر نیا سال انسانی زندگی کے سفر میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور خوش قسمت ہے وہ انسان جسے ایمان جیسی نعمتِ عظمیٰ میسر ہو۔ اور پھر اس سے بھی بڑھ کر خوش قسمت ہے وہ انسان جسے دین الٰہی کی خدمت کے مواقع میسر آتے چلے جائیں۔ اور وہ ہر نئے سال میں نئے عزم اور ہمت کے ساتھ اپنے خدمتِ دین کے جذبہ کو بڑھاتا چلا جائے۔

آج جماعت احمدیہ کے کسی فرد کو یہ بتانے کی تو ضرورت ہی نہیں رہی کہ تحریک جدید کی اہمیت کیا ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ آج اطراف و اکنافِ عالم میں اسلام کا امن بخش پیغام تحریکِ جدید کے ذریعہ ہی پہنچایا جا رہا ہے۔ اور احمدیت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت بہت قریب آ رہا ہے جب سعید روحیں فوج در فوج اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے دوڑیں گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو! اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں تم آگے بڑھو اور اپنا تن، اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دو۔"

نیز فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں آگے بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ ایک عظیم الشان موقعہ عطا فرمایا ہے۔ اس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے ان بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان و مال کی پرواہ نہیں کیا کرتے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دو۔ اور دنیا کو یہ نظارہ دکھا دو کہ بے شک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کے لئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں مگر محض خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردے پر سوائے احمدیہ جماعت کے اور کوئی نہیں۔ وہ اس راہ میں قربانی کا ایسا امتیازی رنگ رکھتی ہے جس کی مثال دنیا کی اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔

یاد رکھو گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہے مگر جو شخص شامل ہونے کی اہمیت رکھنے کے باوجود اس خیال سے بالکل شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آ جائے گا۔ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔

پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کیلئے کوشش کی اور ان کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا۔"

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۷۲ واں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ ر دسمبر منعقد ہوگا

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸-۱۹-۲۰ ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہو رہا ہے تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ نیز کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب کرام جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر جلسہ سالانہ کے قریبی ایام تک برابر اس کا اعلان کر کے زیادہ سے زیادہ احبابِ جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے والے جملہ احباب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کے سفر کو ان کے لئے اور ان کی جماعت کے لئے اور ان کے متعلقین کیلئے باعثِ رحمت و برکت بنائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان دارالامان

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ بہ اہتمام صدر انجمن احمدیہ قادیان

"اِس زمانہ میں سب سے بڑی نیکی خدائے واحد کے نام کی بلندی اور کفر و شرک کی بیخ کنی ہے"

وقت کی نزاکت کو سمجھو اور تبلیغِ اسلام کے اس جہاد کی طرف آؤ جس سے بڑا جہاد اس زمانہ میں اور کوئی نہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام

ربوہ ۶ نومبر۔ امسال ربوہ میں انصار اللہ کے تیرہویں سالانہ اجتماع کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہوا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے علالت کے باوجود اپنے ایک روح پرور اور بصیرت افروز تازہ پیغام سے نوازا۔ چنانچہ کل مورخہ یکم نومبر کو ۳ بجے سہ پہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے اجتماع کا افتتاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس تازہ پیغام سے فرمایا۔ حضور کے اس پیغام کا مکمل متن جو حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هُوَ النَّاصِرُ

برادرانِ جماعت احمدیہ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ لوگ جو اپنے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ میں آپ سب کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کے ایمان اور اخلاص میں برکت دے اور آپ کو اور آپ کی آئندہ نسلوں کو بھی خدمتِ دین کی ہمیشہ زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماتا رہے۔

انصار اللہ کی تنظیم درحقیقت اسی غرض کیلئے کی گئی ہے کہ آپ لوگ خدمتِ دین کا پاک اور بے لوث جذبہ اپنے اندر زندہ رکھیں اور وہ امانت جسے آپ نے اپنے بچپن اور جوانی میں سنبھالا اور اُسے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھا اس کی اب پہلے سے بھی زیادہ نگہداشت کریں اور اپنے بچوں اور نوجوانوں کو بھی اپنے قدم بقدم چلانے کی کوشش کریں۔ بیشک ان کی تنظیمیں الگ الگ ہیں لیکن اطفالِ احمدیہ آخر آپ کے ہی بچے ہیں اور خدام بھی کوئی علیحدہ وجود نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ہی بیٹے اور بھائی ہیں پس جس طرح ہر باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کرے اسی طرح انصار اللہ کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی جماعت کے بچوں اور نوجوانوں کے حالات اور ان کے اخلاق کا جائزہ لیتے رہیں اور اگر خدانخواستہ ان میں کوئی کمزوری دیکھیں تو نرمی اور محبت کے ساتھ اس کو دور کرنے کی کوشش کریں اور اپنی ظاہری جدوجہد کے ساتھ ساتھ دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کو جذب کریں اور سب سے بڑھ کر اپنا نیک نمونہ ان کے سامنے پیش کریں تا کہ ان کی فطرت کا مخفی نور چمک اُٹھے اور ان دین کیلئے قربانی اور فدائیت کا جذبہ ان میں ترقی کرے اگر جماعت کے تینوں طبقات اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھنے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری قومی زندگی ہمیشہ قائم رہ سکتی ہے۔ افراد بیشک زندہ نہیں رہ سکتے لیکن قوم اگر اپنے آپ کو روحانی موت سے محفوظ رکھنا چاہے تو وہ محفوظ رکھ سکتی ہے پس کوشش کرو کہ خدا تمہیں دائمی روحانی حیات بخشے۔ کوشش کرو کہ تم اپنے پیچھے نیک اور پاک نسلیں چھوڑ کر جاؤ تا کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہی ہو۔ تمہیں یہ امر بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اس زمانہ میں عیسائیت کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہے جس کے استیصال کیلئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور کسرِ صلیب کا کام آپ کے سپرد فرمایا۔ پس اس زمانہ میں سب سے بڑی نیکی خدائے واحد کے نام کی بلندی اور کفر و شرک کی بیخ کنی کرنا ہے جس کیلئے جماعت کو مالی اور جانی ہر قسم کی قربانیوں سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ میں نے اس امر کو دیکھتے ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے دوستوں سے کہا تھا کہ پاکستان میں عیسائیت کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر شخص کو سال بھر میں کم از کم ایک ہفتہ وقف کرنا چاہیئے مجھے معلوم نہیں کہ جماعت نے عملی رنگ میں اس کا کیا جواب دیا اور صدر انجمن احمدیہ نے اس کی نگرانی کے لئے کیا کوشش کی لیکن اگر ابھی تک ہماری جماعت نے اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی تو میں ایک دفعہ پھر آپ لوگوں کو اس فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ عیسائیت کا فتنہ کوئی معمولی فتنہ نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم سے لیکر اب تک کوئی نبی دُنیا میں ایسا نہیں آیا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنہ سے نہ ڈرایا ہو۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اتنے بڑے فتنہ کے ہوتے ہوئے ہماری جماعت کس طرح آرام کی نیند سو سکتی ہے اور کس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں میں وہ اپنے قیمتی وقت کو ضائع کر سکتی ہے جب کسی کے گھر میں آگ لگ جاتی ہے تو لوگ بیٹھ کر گپیں ہانکنے نہیں لگ جاتے بلکہ پاگلانہ طور پر ادھر اُدھر دوڑتے اور آگ پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہیں اگر یہی احساس ہماری جماعت کے اندر بھی موجود ہو تو کفر و شرک کی آگ جو اس وقت دُنیا کو جلا کر خاکستر کر رہی ہے۔ اس کو بجھانے کیلئے آپ لوگوں کے اندر کیوں بے تابی پیدا نہ ہو۔ پس میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ وقت کی نزاکت کو سمجھو اور اس جہاد کی طرف آؤ جس سے بڑا جہاد اس زمانہ میں اور کوئی نہیں آج ایک بہت بڑی روحانی جنگ دُنیا میں لڑی جا رہی ہے اور اسلام کے مقابلہ میں ایک بڑا بھاری فتنہ سر اُٹھائے ہوئے ہے۔ ہماری تو راتوں کی نیند بھی اس فکر میں اُڑ جانی چاہیئے اور ہمیں اپنے تمام پروگرام اس نقطہ کے اردگرد مرکوز کرنے چاہئیں۔ بیشک تزکیہ نفس بھی ایک بڑی ضروری چیز ہے اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی سے کام لینا بھی ہر مومن کا فرض ہے مگر تبلیغِ اسلام ایک نہایت وسیع اور عالمگیر نیکی ہے جس میں حصہ لینے والا تزکیہ نفس اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی دولت سے بھی محروم نہیں رہیگا۔ پس دجالی فتنہ کے مقابلہ کیلئے اجتماعی کوشش کرو۔ اپنے اموال کی ہمیشہ قربانی کرتے رہو اور اپنے اوقات کو اس غرض کیلئے وقف کرو تا کہ اسلام دنیا میں غالب آئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت دنیا کے کونہ کونہ میں قائم ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور آپ کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور وقت کے تقاضوں کو صحیح رنگ میں شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ لوگوں میں ایسا جذبہ روحانی اور اخلاص پیدا کرے کہ آپ لاکھوں لاکھ لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنے کا موجب بن جائیں تا کہ قیامت کے دن ہم شرمندہ نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں اور خطاؤں کو معاف فرماتے ہوئے اپنی رحمت کی چادر میں ہمیں چھپا لے اور اپنے دین کے سچے اور جاں نثار خادموں میں شامل کرلے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ والسلام خاکسار:- مرزا محمود احمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت اور دعا کی تحریک

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے نویں سالانہ اجتماع پر محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی تقریر

مورخہ ۲ر نومبر کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کے نویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل مضمون پر جو نہایت مؤثر تقریر فرمائی تھی اس کا مکمل متن افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ایک سال کے بعد آج پھر اس عاجز کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ خاکسار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کے حالات احباب کے سامنے پیش کرے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل شفایابی اور فعال زندگی کے لئے دعا کی تحریک کرے۔

گزشتہ سال اسی موقعہ پر خاکسار نے بیان کیا تھا کہ ان دنوں میں حضور کا علاج ڈنمارک کے ماہر ڈاکٹر امیتھوسن فزیکل تھیراپی یعنی خاص قسم کی مالش اور ورزش کے ذریعہ کر رہے ہیں اور اس علاج سے ابتدائی پندرہ دن تک تو ہمیں حضور کی طبیعت میں افاقہ محسوس ہوا مگر پھر اس کے بعد جو اس بات کے کہ موجودہ بیماری میں حضور کی جلد کی حِس انتہائی تیز ہو چکی ہے حضور کو اس علاج سے نہ صرف یہ کہ مزید افاقہ نہ ہوا بلکہ علاج کے ختم ہونے تک ہمارا یہ احساس تھا کہ اس سے کسی قدر نقصان ہی ہوا ہے اور اس خیال سے کہ اس طریق علاج کو جاری رکھنا مزید نقصان کا باعث نہ ہو جائے اس کو ترک کرنا پڑا۔ اس سال کے عرصہ میں حضور کی بیماری کے اعصابی حصہ میں کوئی خاص افاقہ محسوس نہیں ہوا۔ اور بوجہ اس کے کہ حضور تقریباً تمام وقت صاحب فراش رہتے ہیں جسمانی کمزوری میں اضافہ ہو گیا ہے امسال موسم گرما کے شروع میں نگران بورڈ کے فیصلہ کے تحت ایک طبی بورڈ کا تقرر ہوا جو حضور کی بیماری کے سلسلہ میں جو بھی علاج فی زمانہ دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس پر غور کرکے اس پر کارروائی کرے۔ طبی بورڈ کے اس فیصلہ کے تحت پاکستان کے اعصابی بیماریوں کے ماہر ڈاکٹر زکی حسن صاحب سے بات کی گئی کہ وہ ہر ماہ کراچی سے آکر حضور کا معائنہ کیا کریں۔ چنانچہ اس وقت سے اب تک ڈاکٹر زکی حسن صاحب ہر ماہ ربوہ آکر حضور کا معائنہ کرکے مناسب علاج تجویز کرتے ہیں بلکہ وہ اس سلسلہ میں انگلستان کے ڈاکٹروں سے بھی مشورہ لیتے رہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ حضور کی بیماری کے اعصابی حصہ کی کیفیت ایک حالت پر آکر ٹھہر گئی ہے اس کے علاوہ حضور کے دوسرے اعضائے رئیسہ یعنی دل سینہ جگر وغیرہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل نارمل حالت میں کام کر رہے ہیں۔ البتہ ٹانگوں کی کمزوری بوجہ ہر وقت لیٹے رہنے کے کچھ زیادہ ہے۔ ماہ ستمبر کو ہمارے پیارے عموں صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اچانک وفات سے حضور کو بے حد صدمہ ہوا اور دو تین ہفتہ حضور کی طبیعت بہت خراب رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھل گئی اب تقریباً نو دس روز ہوئے کہ حضور کو پیچش اسہال کی تکلیف شروع ہو گئی جو پہلے تین چار دن تو بہت قابل تشویش رہی۔ اسہال کے نتیجہ میں ضعف بھی بہت زیادہ ہو گیا اب پانچ روز سے اس تکلیف میں کچھ افاقہ ہے مگر ضعف ابھی تک چل رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کے ان مختصر حالات کو احباب کے سامنے رکھنے کے بعد خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں یہ درخواست کرتا ہے کہ اگرچہ جو ممکن علاج ہو سکتا ہے وہ کیا جا رہا ہے اور بظاہر کوئی خاص فائدہ محسوس نہیں ہو رہا۔ جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی فعال قیادت سے محرومی کو شدت سے محسوس کر رہی ہے اور حضور کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں کر رہی ہے اور صدقات دے رہی ہے مگر پھر بھی بظاہر ہماری یہ تضرعات اپنے رب العزت کے حضور شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکیں تو ہمارے لئے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ ضرور ہماری دعاؤں یا صدقات میں یا تو کسی جہت سے ابھی تک کمی ہے یا پھر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مزید اس بھٹی سے گزارنا چاہتا ہے پس ہم میں سے ہر ایک فرد جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے کر رہا ہے اس میں کسی رنگ میں کوئی کمی تو نہیں اگر کمی محسوس ہو تو اس کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے لئے اپنی دعاؤں میں نہایت عجز اور انکسار اختیار کرنا اور پھر ان دعاؤں میں التزام رکھنا ضروری ہے۔ نیز صدقات دینے میں بھی التزام اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ صدقات ہر ممکن شکل میں دینا بھی سنت میں داخل ہے یعنی جانور کا صدقہ دینا، غرباء و مساکین کی امداد کرنا غریب بیماروں کے لئے علاج مہیا کرنا قیدیوں کو کھانا کھلانا۔ جنگل جانوروں کو صدقے کا گوشت ڈالنا وغیرہ وغیرہ۔

خاکسار کی تحریک پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد نے چالیس دن تک روزانہ اجتماعی صدقات دینے کا ارادہ کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۶ $\frac{9}{62}$ سے باقاعدہ روزانہ مختلف شکل میں صدقات دیئے جا رہے ہیں نیز سب سے بڑا صدقہ اپنی جان کا صدقہ ہے یعنی اگر ہم میں سے ہر ایک احمدی جو اپنے پیارے امام کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ جائزہ لے کہ حضور نے اپنی پینتالیس سالہ فعال قیادت میں افراد جماعت کو جس رنگ میں ڈھالنے اور اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو حقیقی اسلام کے لئے وقف کرنے میں جس درد کے ساتھ دن رات ایک کرکے کوشش کی ہے کیا ہم نے اپنے اندر وہ نیک تبدیلی پیدا کرنے میں سچی اور حقیقی جدوجہد کی ہے اگر ہم ابھی تک اس میدان میں پورے نہیں اترے تو پھر ہماری منہ کی دعائیں یا دوسرے صدقات دینا اللہ تعالیٰ کے حضور قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

لن ينال الله لحومها
ولا دماؤها ولكن
يناله التقوىٰ منكم

(سورہ حج آیت ۳۸)

یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی یا صدقہ کئے جانے والے گوشت یا خون قابل قبول نہیں ہے بلکہ وہ روح اور وہ تقویٰ قابل قبول ہے جو اس کے پیچھے کارفرما ہے اور اس روح اور اس تقویٰ کو اختیار کرنے کے لئے اپنی جان کا صدقہ دینا ضروری ہے۔ یعنی جب تک انسان اپنے نفس کو نہیں مارتا۔ اور ہر وقت تذلل اختیار نہیں کرتا۔ وہ یہ امید کس طرح کر سکتا ہے کہ اس کا رب اس کی دعاؤں اور صدقات کو قبول کرے گا۔ اس کے علاوہ ہماری جماعت کے احباب کو ایک اور نہایت ضروری امر کی طرف خاص طور پر توجہ دینا لازمی ہے اور وہ یہ ہے کہ افراد جماعت کو آپس میں محبت اور الفت کے ساتھ مل کر اسلام کی ترقی اور سربلندی کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ مومنین کی جماعت کی ایک بہت بڑی علامت یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ

اذ كنتم اعداءً فالف بين قلوبكم (سورہ حج آیت ۳۸)

یعنی تم اسلام لانے سے پہلے دشمن تھے مگر اسلام ماننے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان الفت کا رشتہ پیدا کر دیا۔ تا تم ایک جان دو قالب ہو کر اور بنیان مرصوص بن کر اسلام کی تبلیغ کے لئے صف آرا ہو جاؤ۔ اس سلسلہ میں ایک دوست نے عزیز صاحبزادہ میاں رفیع احمد کے سامنے اپنی خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جماعت میری صحت کے لئے دعائیں بھی کر رہی اور صدقات بھی دے رہی ہے۔ مگر پھر بھی مجھے صحت اس لئے نہیں ہو رہی کہ جماعت کے بعض دوست آپس میں کینہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنے درمیان سے سب کینوں اور بغضوں کو دور کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"آپس میں اخوت اور محبت کرو اور درندگی اور اختلاف چھوڑ دو۔" (ملفوظات)

پس اے میرے بزرگو اور میرے بھائیو سوچو اور خوب سوچو اور فکر کرو کہ کہیں ہماری یہ لغزشیں ہماری دعاؤں اور ہمارے صدقات کو رائیگاں تو نہیں کر رہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے حقیقی عبد بنائے اور ہمارے اندر وہ تمام نیک تبدیلیاں جن میں از جملہ خود بھی پیدا فرمائے جو وہ ہم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اور ہماری عاجزانہ تضرعات اور صدقات کو قبول فرمائے اور ہمارے پیارے آقا و امام کو کامل شفا اور فعال زندگی عطا فرما دے آمین اللہم آمین۔

اے ہمارے قادر مطلق خدا۔ اے غفور و رحیم خدا۔ اے شافی تو ہم نہایت عاجزانہ بیکس بندوں کی تضرعات کو محض اپنے فضل سے قبول فرما۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو "عفو" ہے۔ ہماری کمزوریوں پر پردہ پوشی فرما اور ہمارے باپ ہمارے پیارے امام کی اس لمبی بیماری کو اپنے فضل سے دور فرما کر حضور کو کامل شفا عطا فرما۔ آمین۔

گو تجھے کسی کی حاجت نہیں تو ہر شے سے بے نیاز ہے مگر ہم بہ تیرے عاجز اور حقیر بندے ہیں ہر وقت ہر آن تیرے رحم تیرے فضل کے محتاج ہیں تو ہماری کمزوریوں اور خطاؤں کی وجہ سے اپنا دست رحمت ہم سے کھینچ نہ لے بلکہ ہم سے عفو کا سلوک فرما اور ہماری گریہ وزاری کو جس میں بے شک بے انتہا خامیاں ہوں گی۔ اپنے فضل سے قبول فرما کر ہمارے محسن امام کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرما۔ آمین یا رب

العالمین آمین۔

آخر میں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا سے اس تحریک کو ختم کرتا ہوں جو آپ نے اڑسے دشمنوں کے لئے فرمائی تھی یعنی

"اے میرے محسن اور میرے خدا میں تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم فرما اور میری بے باکیوں اور ناسپاسیوں کو معاف فرما۔ اور مجھے میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو دعائیں ایک اشتہار کی شکل میں بھی شائع کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ دوسری دعا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب ایک دفعہ شدید بیمار ہوئے تو حضور کو الہاماً بتایا گیا کہ

"سبحان اللہ وبحمدہ
سبحان اللہ العظیم
اللھم صل علی محمد وآل محمد"

بار بار پڑھ کر دم کریں۔ چنانچہ ایسا کرنے سے حضور کی بیماری کو اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر دور فرما دیا تھا۔ احباب ان کو یاد کریں اور ہر وقت یہ دعائیں کرتے رہیں۔ نیز اجتماع میں شامل ہونے والے انصار یہ اشتہار اپنے دوسرے انصار و خدام بھائیوں کے لئے بھی ساتھ لے جائیں اور تحریک کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہ جائے جس کو یہ دونوں دعائیں یاد نہ ہوں اور وہ التزام سے ان دعاؤں کو نہ پڑھتا رہے۔

خاکسار

مرزا منور احمد

۲/۱۱/۶۳

درخواست دعا

مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ اپنی اور اپنے خاندان کے جملہ افراد کی صحت و سلامتی کیلئے اور مشکلات سے محفوظ رہنے کیلئے اور کاروبار میں برکت کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار شیخ عبدالقادر اعوان درویش قادیان

دولتِ یقین

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (قرآن مجید)

(از مکرم سید حمید الدین احمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ جمشید پور)

پیدائشِ انسانی کی غرض و غایت تو یہ ہے کہ وہ اپنے معبود اور خالق حقیقی کی معرفت حاصل کرے اور اپنی نفسی ہستی کو فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور اس کی تمام صفات جمیلہ کا مظہر ہو جائے مگر اس مقام تک پہنچنے کیلئے اسے نہایت ہی تگ و دو کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور فرمانِ خداوندی کے ماتحت وہ بہت ہی تکالیف کو جھیلنے کے بعد ہی اپنے رب سے ملاقی ہوتا ہے سنت اللہ کے مطابق خود رب العالمین اس کے لئے سامانِ تسلی مہیا فرماتا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے آغازِ دنیا سے ہی اپنے برگزیدوں کو مبعوث فرماتا رہا ہے۔ جو اس کی ہستی کا ثبوت مہیا فرماتے ہیں اور متلاشیانِ حق کو صراطِ مستقیم کا پتہ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نقطہ کا آغاز حضرت آدمؑ سے لے کر مظہر کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا اور اسلام کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک اپنی مخلوق کی ہدایت کا سامان مہیا فرما دیا۔

(۲)

تکمیلِ ہدایت ہونے کے باوجود انسان ضعیف البیان ہیں کہ باوجودیکہ کلام پاک کے احکام اپنی جگہ پر اکمل و اتم ہیں۔ مگر عوام کا کیا کہنا کہ علمائے دین بھی ان احکام کی بجا آوری میں کوتاہی کر جاتے ہیں۔ جس کی اصل وجہ ایمان باللہ کی کمی ہے۔ آج ظھر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں شیطنت اپنی جوبن پر ہے اور نیکی کے کاموں سے دنیا بے بہرہ ہوتی جا رہی ہے۔ دیگر ادیانِ عالم کے پیروؤں کا ذکر کیا کہنا جبکہ دین کامل کے پیرو ہر لحاظ سے تنزل میں گرتے جا رہے ہیں۔ تو کیا یہ اچنبھے کی بات نہیں کہ خدائے اسلام جس نے اسلام کو سارے دنیا کے لئے ایک ہی روشنی کا مینار بنایا تھا اور جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم نے ہی اس ذکر یعنی اسلام کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اب اس کی حفاظت کرنی چھوڑ دی ہے؟ حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بڑھ کر کون اپنے وعدوں میں سچا ہو سکتا ہے؟ اس نے عین اپنے وعدوں کے مطابق ٹھیک وقت پر ہی اسلام کی آبیاری اور پاسداری کا انتظام باحسن وخوبی سرانجام دیدیا ہے۔ مگر افسوس کہ آیت کریمہ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون کے مطابق دنیا نے ہنسی اور تمسخر سے کام لیا اور موجودہ زمانہ کے مامور اور مرسل کے دعوے پر بجائے ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے اس کے منکر ہو گئے۔

(۳)

وہ خدا کا فرستادہ قادیان کی گمنام بستی سے ظاہر ہوا۔ اور ایسے وقت پر اس کی بعثت ہوئی کہ اسلام پر چاروں طرف سے دشمنوں کی یلغار ہو رہی تھی اور مسلمان کس مپرسی کی حالت میں پڑے عدوانِ اسلام کے شکار ہو رہے تھے۔ عیسائیت کا بول بالا تھا۔ آریہ اپنے زعم میں مست تھے اور نئے نئے اعتراضات سے مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اور بقولِ مخالفین اسلام، اسلام صرف چند دنوں کا مہمان تھا۔ چار دانگِ عالم میں عیسائیت کا غلبہ ہو رہا تھا اور اسلام کا سونا ہزاروں من مٹی کے نیچے دبا ہوا تھا کہ اتنے میں وعدۂ خداوندی کا ظہور ہوا اور بطلِ اسلام حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ببانگِ دہل یہ اعلان فرمایا کہ ھل من مبارز کوئی ہے جو اسلام کے مقابل پر آسکے؟ آپ نے اقوامِ عالم اور ادیانِ عالم کے بڑے بڑے رہنماؤں کو للکارا اور کہا ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

آپ نے اپنے علم کلام سے بینات ونشانات سے نیز اپنے پاک نمونہ سے ایک جہان کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور اسلام کے درخشندہ چہرہ سے گرد وغبار کو صاف کرکے پھر اس کو اپنی اصلی شکل پر دنیا میں پیش کیا۔ وہ جو مسلمانوں کو للکارتے تھے اور اسلام کو چند دن کا مہمان قرار دے رہے تھے خود بغلیں جھانکنے لگے اور اپنی خیریت اسی میں سمجھی کہ حضرت میرزا صاحب اور ان کی جماعت سے بالکل الگ رہا جائے بلکہ کیتھولک عیسائیوں نے اپنے پادریوں کو یہ ہدایت کر دی کہ احمدیوں سے مناظرہ مت کرو۔ دنیا یہ نظارہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئی۔ شیطان الگ پریشان اور حیران ہے کہ یہ عنصر بیکار ہو رہا ہے۔ دجالیت کا روز بروز زوال ہو رہا ہے اور کسر صلیب کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ افریقہ جہاں پر کہ عیسائیت کا غلبہ زوروں پر تھا اور اسلام مات پر مات کھاتے جا رہا تھا اب وہاں اسلام کے حلقہ بگوشوں کا حلقہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے وہ مجاہدین دوران کے مخلص خادم شمعِ اسلام کو وہاں روشن سے روشن تر کرتے جا رہے ہیں۔ اگر ایک عیسائی ہوتا ہے تو اس کے مقابل پر دس افراد حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔ کرۂ معلوم دنیا کا کوئی حصہ نہیں ہے جہاں پر کہ احمدیت کے نام لیوا موجود نہ ہوں۔ کچھ تو باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن پر احمدیت کی سچائی تو منکشف ہو چکی ہے مگر بعض وجوہات کی بناء پر ابھی حلقۂ بیعت سے باہر ہیں۔ بہرحال الٰہی جماعت دنیا کے اربوں ارب لوگوں پر اپنی حقانیت کے طفیل دن بدن غالب آ رہی ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ

(۴)

غور کا مقام ہے کہ آخر اسلام وہی، رسول وہی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم، کتاب وہی یعنی قرآن پاک، مگر حضرت اقدس میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت نے وہ جادو کا کام کیا کہ یہ مٹھی بھر جماعت یوں گراں قدر خدمات اسلام بجا لا رہی ہے۔ والعجب ثم العجب۔ ایک سلیم الطبع اور غیر متعصب انسان پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی کہ یہ صرف کامل یقین اور زندہ ایمان کی دولت ہے جس کے طفیل احمدیت کے پروانے اسلام کی اشاعت میں اس قدر سرگرداں ہیں اور اپنی بساط سے بڑھ کر قربانیوں کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھا رہے ہیں جو صرف قرونِ اولیٰ کے مجاہدین کا ہی طرۂ امتیاز تھا۔ حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ایمان کی چنگاری ان کے دلوں میں سلگا دی کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر صرف ایک ہی دھن میں سرشار ہیں کہ کس طرح اسلام کا بول بالا ہو اور بندگانِ خدا اس انمول موتی کی قدر جانیں اور اسلام کے ساتھ غیر تو غیر اپنوں نے بھی جو عرصہ زمانہ سے بے رخی برتی تھی اس کی کسر پوری کی جائے۔ سچ ہے ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(۵)

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا کہ پیدائشِ انسانی کی غرض و غایت تو یہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور مطابق آیت کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اس یقین کامل کو حاصل کرے جو کہ ہوا و ہوس کے خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور انسان کو صحیح معنوں میں مسلم کامل بنا دیتی ہے اس یقین کامل کا پیدا کرنا ہی اللہ تعالیٰ نے ابتداء آفرینش سے اپنے پاک فرستادوں کے ذریعہ مقدر کر رکھا ہے چنانچہ وہ خدا کا فرستادہ عین وقت پر ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کو اس "ہونا چاہیئے" کے مشکوک نظریہ سے نکال کر "وہ ہے" کے اطمینان بخش اور امن وامان کے گہوارہ میں لا ڈالا۔ اسی طرح اس نے ثابت کر دیا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اور (باقی ص ۱۱ پر)

مناظرہ

مابین

مولوی محمد سلیم صاحب فاضل احمدی

(و)

سید احمد رضوی صاحب شیعی

از محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مورخہ ۲۹ و ۳۰ ستمبر ۱۹۶۳ء کی شام کو محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کا سید احمد صاحب رضوی شیعہ مولوی کے ساتھ نبوت و صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ پہلے روز مورخہ ۲۹ ستمبر کی شام کے پونے چھ بجے شروع ہو کر ۸ بجے شام ختم ہوا۔ اور دوسرے روز ۳۰ ستمبر کو بھی شام کے ساڑھے ۵ شروع ہو کر پونے سات بجے شام ختم ہوا۔ جس کی مفصل روئداد درج ذیل ہے :- ما

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مرکزی وفد مشتمل بر خاکسار راقم الحروف و مولوی شریف احمد صاحب امینی دادی کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ ختم کرنے کے بعد جموں و چارکوٹ میں قیام کرتا ہوا مورخہ ۲۸ ستمبر کی شام کو پونچھ پہنچا۔ اس سفر میں بابو محمد یوسف صاحب صوبائی امیر اور شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ بھی ہمرکاب تھے۔ پونچھ کے مقامی احمدی خورد و کلاں کے علاوہ مخلصین چارکوٹ اور دیگر علاقائی احمدی احباب بہ تعداد کثیر بسوں کے اڈہ میں وفد کے لئے چشم براہ تھے۔ ہمارے پہنچتے ہی فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر سے پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اور پھر "اسلام زندہ باد"۔ "احمدیت زندہ باد" "ہندو مسلم سکھ اتحاد زندہ باد" اور "حضرت مرزا غلام احمد کی جے" کے نعرے لگاتے ہوئے احمدیہ مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔

مکرم محمد صدیق صاحب فانی ناظر و فتر ڈی سی پونچھ بفضلہ تعالیٰ بڑے سرگرم احمدی ہیں اور تبلیغ احمدیت کا دلوانہ وار جوش رکھتے ہیں۔ آپ نے تبلیغ کا زبردست پروگرام بنا رکھا تھا۔ جو خدا کے فضل و کرم سے بہت کامیاب رہا۔ اور مختصر عرصہ قیام میں ہم بے شمار لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا سکے۔ اسی سلسلہ میں یہاں ایک مناظرہ ہو گیا جس کی مختصر روئداد ذیل میں قلمبند کی جاتی ہے۔

یہاں ایک غیر از جماعت تجربہ نوجوان بنام نذیر خاں صاحب کالج سٹوڈنٹ ہیں چونکہ ہی امور سے دلچسپی رکھتے ہیں . . . . آپ . . . نے فانی کی معرفت ہم سے استدعا کی کہ وہ احمدیہ مسائل کے بارہ میں اپنے استاد محترم جناب سید احمد رضوی صاحب شیعی سے ہمارا تبادلہ خیالات سننا چاہتے ہیں تاکہ ان کے لئے تحقیق حق کا راستہ ہموار ہو سکے۔ بھلا کیا عذر ہو سکتا تھا ہم نے . . . منظوری دیدی جسکے اگلے ہی دن یعنی مورخہ ۲۹ ستمبر کو پہلے پہر نذیر خانی صاحب موصوف کے مکان پر مجلس مناظرہ برپا ہو گئی۔

ابتداء ہی میں مکرم نذیر خاں صاحب اور ان کے ہمنواؤں کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ وہ ہم سے مسائل احمدیت بالخصوص "ختم نبوت" اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہمارے دلائل بالاختصار سننا چاہتے ہیں۔

اس استدعا کی تعمیل میں خاکسار راقم الحروف نے کہا کہ احمدیت کے خصوصی مسائل جو بالعموم زیر بحث آتے رہتے ہیں تین ہیں (۱) وفات مسیح علیہ السلام (۲) امکان نبوت (۳) صداقت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ لہٰذا اختصار کے ساتھ ان تینوں مسائل کے بارہ میں عرض ہے کہ قرآن کریم کی سورہ آل عمران رکوع ۹ میں ایک میثاق النبیین کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا ہے کہ وہ ضرور بالضرور اپنے بعد آنے والے نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت فرمائے۔ اور ہر نبی نے اس کا پختہ اقرار کیا اور یہ ذمہ داری قبول کی۔ اس عہد میثاق کی عظمت و اہمیت کا اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عہد شکنی کرنے والوں کو فاسق قرار دیا ہے۔ اور چونکہ انبیاء کے عہد میثاق میں ان کی امتیں بدرجہ اولیٰ شامل ہیں۔ اسلئے کوئی نبی ہو یا اس کا ماننے والا غیر نبی ہر ایک نے والے نبی پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا فرض ہے۔ بہرحال اس آیت سے ہر نبی کے بعد امکان نبوت ثابت ہے۔

اگر یہ کہا جائے اور واقعہ یہی ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ موعود نبی کل انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں تو واضح رہے کہ اس سے بھی کچھ فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ سورۃ احزاب رکوع ۱ میں اللہ تعالیٰ نے . . . . فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو میثاق نبیوں سے لیا تھا وہی پیمان "ومنک" اے نبی کریم صلعم آپ سے بھی لیا گیا ہے . . . . سے . . . . . امداد ایسٹ کا ازالہ کرنے کے لئے کہ مبادا رسول کریم صلعم سے کوئی اور عہد لیا گیا ہو ساتھ ہی حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے تا یہ واضح ہو جائے کہ پیمان ایک ہی ہے اور وہ میثاق جو ہر نبی سے لیا گیا وہی پختہ وعدہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا ہے۔ اور وہ وہی میثاق ہے جو سورہ آل عمران کے حوالہ سے اوپر بیان ہوا۔ کیونکہ قرآن کریم میں بجز ان دو مقامات کے اور کسی جگہ "میثاق النبیین" مذکور نہیں۔ لہٰذا آنحضرت صلعم کے بعد بھی امکان نبوت ثابت ہے۔

مزید برآں اس آیت سے وفات مسیح علیہ السلام بھی ثابت ہے کیونکہ ان کے بعد حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے مگر حضرت مسیح . . . علیہ السلام نہ آپ پر ایمان لائے اور نہ آپ کے معین و مددگار ہوئے یعنی اپنے عہد و میثاق کے ایفاء سے ملزم ظاہر ہے۔

ظاہر ہے کہ وہ زمانہ گذرا اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس لئے اس عہد کے ایفاء کی ذمہ واری ان پر نہ رہی ورنہ بصورت دیگر اگر وہ زندہ ہیں اور پھر بھی نہ حضور صلعم پر ایمان لاتے اور نہ نصرت و تائید فرمائی تو عہد شکن قرار پائے اور فاسق ٹھہرے۔ والعیاذ باللہ۔

علاوہ ازیں سورہ نساء رکوع ۹ میں فرمایا "ومن یطع اللہ والرسول" الآیہ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں میں۔ معلوم ہوا کہ آپ کے بعد بھی یہ چاروں دروازے کھلے ہیں بلکہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری فاتح الابواب ہے یعنی ان برکات روحانی کے دروازے کھولنے والی ہے۔

یہ حقیقت اور بھی دلآویز اور دلکش ہو جاتی ہے جبکہ سورہ حدید رکوع ۲ کی یہ آیت پڑھی جاتی ہے والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء۔ یعنی جو لوگ پہلی میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ صدیق اور شہید بنے۔ گویا پہلے رسولوں پر ایمان لانے کا ثمرہ یہ تھا کہ یہ لوگ صلحاء شہداء اور صدیق بنتے تھے مگر سورہ نساء رکوع ۹ میں جہاں آئندہ زمانے کا ذکر ہے نیز حضرت رسول کریم صلعم کی اطاعت کا ذکر ہے وہاں ایک درجہ بڑھا کر فرمایا کہ وہ لوگ نبی بھی بنیں گے۔ اور یہ ثبوت ہے اولین و آخرین پر رسول کریم صلعم کی افضلیت کا۔

مزید برآں درود شریف بھی قابل غور ہے جس میں آل رسول کے لئے وہی برکات و انعامات مانگے جاتے ہیں جو آل ابراہیم کو ملے تھے یعنی دینی اور دنیوی دونوں قسم کے برکات جن میں سے بادشاہی اور نبوت انتہائی مراتب ہیں۔ اگر رسول کریم کے بعد امت محمدیہ کے واسطے بادشاہت اور نبوت کے دروازے بند ہوتے تو ہمیں درود شریف کے ذریعہ تمام دینی اور دنیوی مراتب مانگنے کی تلقین نہ کی جاتی۔ بلکہ نبوت کا استثنا کر دیا جاتا۔

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے صدق دعوےٰ پر ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ آپ پر وہ دلیل چسپاں ہوتی ہے جو تمام انبیاء صادقین بلکہ خود سید المرسلین حضرت رسول مقبول صلعم کی سچائی پر گواہ ہے اور وہ ہے سورۃ حاقہ کی آیت تقول، جس میں آنحضرت صلعم کی سچائی کو یوں ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ رسول خود ساختہ الہامات کو خدائی کلام قرار دیتا تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی اس کو بچا نہ سکتا۔

ظاہر ہے کہ یہ دلیل اللہ تعالیٰ نے یہودیوں، عیسائیوں، مشرکوں بلکہ تمام غیر مسلموں کے سامنے رسول اللہ صلعم کی سچائی ثابت کرنے کیلئے پیش فرمائی ہے۔ چنانچہ زمانہ ماضی میں مسلمان متکلمین ہر مناظرہ میں اسے غیروں کے سامنے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ استدلال کرتے رہے ہیں کہ جھوٹا مدعی الہام ضرور ہی قتل ہوتا ہے اور اپنے دعوئ الہام کے بعد ہرگز اتنی مہلت نہیں پاتا جتنی رسول کریم نے پائی یعنی ۲۳ سال۔ اور اگر آج حضرت مرزا صاحب کا انکار کرنے کیلئے اس دلیل کو رسول اللہ صلعم کے لئے خاص قرار دیا جائے تو دعویٰ بلا دلیل ہو گیا اس پر اگر کوئی اور جرح کی جائے تو وہ بھی حضرت مرزا صاحب کے خلاف نہ ہوگی۔ پس حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ الہام کے بعد تقریباً چالیس سال تک زندہ رہنا اور اعداء ملت کی سعی لاحاصل اور اپنوں و بیگانوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود قتل نہ ہونا آپ کی سچائی کی زبردست دلیل ہے۔

الغرض بزم مناظرہ کی کیفیت اور وقت کی رعایت کے مدنظر جو کچھ بیان کیا گیا اس کا خلاصہ

تحریر کرنے کے بعد سوال و جواب کی روئداد بھی بطور شیعی و احمدی ذیل میں قلمبند کی جاتی ہے۔

شیعی۔ میثاق النبیین کی آیت میں جس نبی پر ایمان لانے کے لئے ہر نبی سے وعدہ لیا گیا تھا وہ یقیناً کوئی بہت بڑا نبی ہونا چاہیئے تھا کہ یہ عہد شکنی منسوخ یا منتیج ہو اور وہ نبی بہر حال رسول کریم ہی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے بھی براہین احمدیہ میں رسول اللہ صلعم ہی مراد لئے ہیں۔ لہذا آپ کے بعد نبوت ثابت نہیں۔

احمدی۔ آپ نے اپنی تقریر میں خود ہی اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی سورۃ احزاب کی جو آیت پیش کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے بھی اللہ تعالیٰ نے وہی وعدہ لیا تھا جو نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے لیا گیا تھا اور وہ وعدہ یہی تھا کہ بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا فرض ہے۔ تو اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلعم کے بعد بھی نبی کا آنا ممکن ہے۔ اس کا بھی تو کوئی جواب دیا ہوتا۔ مزید برآں آپ بڑا زور دے رہے ہیں کہ آیت میثاق نزول حضرت رسول کریم صلعم کے حق میں ہوا ہے۔ ... [illegible] ... تو یہ ہے کہ آیت میثاق کے حقیقی مصداق امام مہدی ہیں ... [illegible] ... لکھا ہے کہ:

"فرمود که آں ... [illegible]
تعالیٰ جمع کند در پیش روئے او
پیغمبران و مومنان را تا یاری کنند
او را۔" (رحق الیقین صفحہ ۱۵۲)

یعنی جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو خدا تعالیٰ تمام نبیوں اور ان کے مومنوں کو ... حضور جمع کرے گا تاکہ وہ سب مل کر امام مہدی کی مدد کریں۔ آپ تو ایک نبی ماننے کو بھی تیار نہیں۔ اور اعتقاد آپ کا یہ ہے کہ ایک نبی تو کجا جملہ انبیاء علیہم السلام کا آنا مقدر ہے تاکہ وہ اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کے لئے امام مہدی پر ایمان لائیں۔ اور ان کی مدد کریں۔ بلکہ آپ کے عقیدہ کی رو سے امام مہدی بھی نبی اور رسول ہوں گے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق

والی آیت میں رسول سے مراد امام مہدی ہیں۔ "نزلت فی القائم من آل محمد" (تفسیر صافی) اسی طرح بحار الانوار جلد ۱۳ میں لکھا ہے "نزلت فی القائم" یعنی یہ آیت حضرت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ... [illegible] ... کرا دیے ... رسول ہوں گے تو آپ ... ان ... کا انکار کر سکتے ہیں؟

شیعی۔ بے شک سورۃ احزاب میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلعم سے بھی عہد لیا تھا مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کیا وعدہ تھا۔ شاید قیام توحید کا وعدہ ہو یا تبلیغ اسلام کا یا یہ وعدہ کہ شرک سے بہت مجتنب رہنا وغیرہ۔

احمدی۔ یہ تو کوئی جواب نہ ہوا۔ اور جبکہ قرآن کریم میں میثاق النبیین کی تشریح موجود ہے۔ نیز سورۃ احزاب میں "ومنک"

کے ساتھ چار اور اولوالعزم نبیوں کا بھی ذکر ہے تا یہ واضح رہے کہ ان سب نبیوں سے بشمول حضرت رسول کریم صلعم ایک ہی وعدہ لیا گیا ہے تو پھر شک کا بہانہ کیوں ڈھونڈا جائے۔ نیز یہ بھی نہیں بتایا کہ اس پختہ عہد کے باوجود حضرت مسیح اگر زندہ ہیں تو رسول اللہ صلعم پر کیوں ایمان نہ لائے اور نہ آپ کی مدد کی۔ اسی طرح امام مہدی کے بارہ میں بھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

شیعی۔ حضرت مسیح کی مدد سے صرف یہ مراد تھی کہ وہ اپنی قوم سے آپ کا تعارف کرا دیں سو آپ نے پیشگوئی کر دی تھی کہ ایک عظیم الشان نبی آئے گا۔ اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے وبس۔

احمدی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے عملی مدد کی جگہ صرف تعارف کو کافی سمجھ لیا۔ رسول خدا صلعم کی آواز بہرے کانوں پر پڑتی ہے۔ آپ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ آپ کے دندان مبارک شہید ہوتے ہیں۔ آپ بے ہوش ہو کر لاشوں کے نیچے دب جاتے ہیں۔ آپ کی شہادت کی افواہیں پھیل جاتی ہیں۔ مگر حضرت مسیح ہیں کہ چرخ چہارم پر بیٹھے جو رہے ہیں سب کچھ دیکھتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے اور اپنے عہد و پیمان کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں حالانکہ ایسی صورت میں وہ فاسق ٹھہرتے ہیں نعوذ باللہ۔ ادھر رسوی صاحب موصوف فقط تعارف پر ہی بیٹھے ہیں کہ اسی سے انہوں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ ان کا یہ طرز عمل تو اپنی امت کو بھی پیغمبر اسلام سے منحرف کر دینے کا موجب ہوگا کہ اگر یہی نبی موعود ہوتے تو حضرت مسیح حاضر خدمت ... ہو کر ایمان لاتے اور آپ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں لڑتے اور آپ کا ایمان ایک نمونے کا ایمان ہوتا اور آپ کی امداد اپنی نظیر آپ ہوتی۔

شیعی۔ حاضر خدمت کیوں ہوتے؟ جگہ بدل گئی مکان بدل گیا۔ البتہ آخری زمانہ میں آئیں گے تو مدد کریں گے۔

احمدی۔ بجا ارشاد ہوا، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کا مکان بدل گیا، کام بدل گیا۔ یعنی وفات پا گئے۔ اس لئے نہ وہ رسول اللہ صلعم پر ایمان لا سکے اور نہ آپ کی مدد کر سکے۔ اور یہ کہنا کہ وہ آخری زمانہ میں آئیں گے اور مدد کریں گے تو سچ

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

زندہ ہو کر یہ لا پرواہی حضرت مسیح کو زیب نہیں دیتی ان سے پختہ وعدہ کا تقاضا تھا کہ وہ بانی اسلام صلعم پر ایمان لاتے اور آپ کی تائید و نصرت کا حق ادا کرتے۔ اور اب جو ایسا نہیں کیا تو اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔

شیعی۔ حضرت مسیح کا آنا اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لانا خدا کے حکم پر موقوف تھا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا تو ضرور آجاتے۔

احمدی۔ یہ عذر، عذر لنگ ہے کیونکہ اس طرح تو ہر شخص اپنے قبضے پر سے روپے کے متعلق کہہ سکتا ہے کہ سب کچھ خدا کے حکم پر موقوف ہے اس کا حکم ہوتا تو ضرور ایمان لے آتا۔ یہاں تو یہ گفتگو ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا پختہ وعدہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلعم پر ایمان لاتے اور آپ کی مدد کرتے اور یہ وعدہ ایفا نہیں ہوا۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔

شیعی۔ میثاق النبیین کی دونوں آیتیں سے آپ خاتم النبیین کے بعد امکان نبوت کا استدلال کرتے ہیں۔ یہ حضرت مرزا صاحب کے مسلک کے بالکل خلاف ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں:۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام

یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل اور بہترین خلائق ہیں اور آپ پر تمام نبوتیں ختم ہیں۔

احمدی۔ کاش آپ نے حضرت مرزا صاحب کا کلام مطالعہ کیا ہوتا۔ آپ نے بڑی فصاحت سے فرمایا ہے کہ ہر خوبی، ہر حسن اور ہر کمال آنحضرت صلعم پر ختم ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے!

یعنی رسول کریم صلعم ہر کمال میں گوئے سبقت لے گئے ہیں اس لئے ہر کمال آپ پر ختم ہے اور چونکہ روحانی کمالات میں سب سے بڑا کمال نبوت ہے۔ اس لئے یہ بھی آپ پر ختم ہے۔ کوئی نہیں جو آپ کے کمالات کا مقابلہ کر سکے۔

شیعی۔ آپ نے سورہ نساء کی آیت ومن یطع اللہ والرسول سے امکان نبوت پر جو استدلال کیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس میں تو صرف یہ ذکر ہے کہ اللہ اور رسول اللہ صلعم کے فرمانبردار نبی نہ ہوں گے۔ البتہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے۔ نیز اس طرح تو نبوت وہبی نہیں رہے گی بلکہ کسبی ہو جائے گی۔ حالانکہ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی موہبت اور بخشش ہے اس میں کسی محنت یا کسب کا کوئی دخل نہیں۔

احمدی۔ اگر آپ کے معنی مان لئے جائیں تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت سے نہ کوئی نبی ہوگا نہ صدیق نہ شہید اور نہ صالح۔ کیونکہ یہ چاروں درجے موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ جہاں ایک موتی ہلا باقی بھی لڑھک جائیں گے اور یہ تو آپ بھی نہیں مانتے کہ اس اطاعت سے صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں بن سکتے۔ مزید برآں آپ نے اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا کہ زمانہ گزشتہ میں پہلے نبیوں پر ایمان لانے سے صالح، شہید اور صدیق ... [illegible] ... کا درجہ ملتا تھا تو آنحضرت رسول کریم صلعم کی اطاعت سے بھی اگر صرف یہی تین مدارج ملتے ہیں تو پھر آپ ان کے مقابلہ میں افضل کیونکر ہوئے۔ اس نقطۂ نگاہ سے بھی ماننا پڑے گا کہ حضور اکرم صلعم

کی پیروی صالحیت، شہیدیت اور صدیقیت کے علاوہ مقام نبوت بھی بخشتی ہے۔

اور یہ شبہ کہ اطاعت کے نتیجہ میں ملنے سے تو نبوت کسبی ہو جائے گی، وہبی نہیں رہے گی۔ سو یہ غلط تدبر کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جس جو کچھ ملتا ہے ... وہ خدا تعالیٰ کی بخشش ہے۔ مگر پھر بھی اسے حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اولاد کو دیکھ لیا جائے۔ یہ سراسر وہبی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے سورہ شوریٰ میں فرمایا ہے۔ یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور۔ یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے لڑکیاں بخشتا ہے اور جسے چاہے لڑکے۔ آگے فرمایا او یزوجھم ذکرانا واناثا یا لڑکے اور لڑکیاں ملی جلی اولاد دیتا ہے پھر فرمایا ویجعل من یشاء عقیما جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے اس کے ہاں کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا لہذا اولاد کی نعمت اللہ تعالیٰ کی موہبت اور بخشش ہے لیکن ایک باوجود اولاد کے لئے جو پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں وہ مخفی نہیں بلکہ اگر نبوت ایک انعام الٰہی ہے مگر اپنے اندر اس کی یہ حیثیت رکھنے کے اطاعت رسول شرط ہے۔

شیعی۔ نبی تو ماں کے پیٹ ہی سے نبی بنکر آتا ہے اس کو کسی کی اطاعت اور عدم اطاعت سے کیا واسطہ۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی نبی تھے اور آپ نے پنگوڑے ہی میں کہہ دیا تھا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔ اور کتاب دی ہے وغیرہ وغیرہ

احمدی۔ ایک مسلمان اور عیسائیت کی دلدلت؟ قرآن کریم سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی پختہ عمر کو پہنچ کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور سابقہ پاکیزہ زندگی کو اپنے صدق دعوے پر دلیل گردانتا ہے جیسے کہ حضرت رسول مقبول نے بقول تعالیٰ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون، اپنی چالیس سالہ عمر رفتہ کو اپنی سچائی پر گواہ ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی قبل از دعوے زندگی کی پاکیزگی قرآن کریم میں مذکور ہے جبکہ ان کا دعویٰ سنکر قوم نے کہا۔ یا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا۔ ہمیں تجھ سے بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر تو نے سب پر پانی پھیر دیا ہر نبی اپنی گفتار و کردار کے اعتبار سے اسوۂ حسنہ اور نمونہ ہے۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

یہ بات اور بھی مضحکہ خیز بن جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مسلسل چالیس برس تک غار حرا اور بیابانوں میں ان دیکھے خدا کو پکارتے پھرتے ہیں اور آخر اسی حالت میں ایک دن غار حرا میں آپ کو خلعت نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی نبی اور رسول بنا دیا جاتا ہے۔ یہی وہ خیالات ہیں جن کا سہارا لے کر عیسائیت پرپرزے نکالتی اور اسلام کے منہ آتی ہے۔ اور

رسول کریمؐ کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰؑ کی فوقیت و فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ایک مسلمان کو احتیاط برتنی چاہئیے اور صحیح انداز فکر سے کام لینا چاہئیے۔ آپ حضرت رسول کریمؐ کی امداد کے لئے تو صرف مسیحی تعارف کو کافی سمجھ لیتے ہیں اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ "ما بعث اللہ نبیاً من لدن آدم الا و یرجع الی الدنیا فینصر امیر المومنین" (مجموعہ تفسیر القمی ۲۳) کہ حضرت آدمؑ سے لے کر رسول اللہ صلعم تک جس قدر نبی آئے ہیں وہ سب کے سب لوٹ کر دنیا میں آئیں گے اور حضرت علیؓ کی مدد کریں گے۔ گویا حضرت علیؓ کی امداد کے لئے تو سب انبیاء کرام کو نفس نفیس واپس آنا پڑیگا لیکن سید الرسل و خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلعم کی امداد کے لئے صرف تعارف کرا دینا کافی ہے یا للعجب!

شیعی۔ جب قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہہ دیا تو امکان نبوت کہاں رہا۔ اس کے معنی ہیں آخری نبی جو تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔ علاوہ ازیں خود رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے "لانبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی ایک جنگ کے موقعہ پر جب حضور اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو پیچھے چھوڑا تو فرمایا کہ "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی" کہ تو مجھ سے وہی نسبت رکھتا ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی البتہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

احمدی۔ آپ سنی حضرات کی خاطر خود اپنے ہی معتقدات سے روگرداں ہوتے جا رہے ہیں ہم بتا چکے ہیں کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی نبی و رسول ہوں گے۔ ان کی تائید و نصرت کے لئے جملہ انبیاء کرام واپس آئیں گے چنانچہ ایک اور حوالہ پیش ہے۔ حضرت امام صادق نے "ارسل رسولہ" والی آیت کے بارہ میں فرمایا ہے "مراد از رسول درینجا امام مہدی موعود است" (غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

یعنی اس آیت میں رسول سے مراد امام مہدی موعود ہیں۔ علاوہ ازیں آپ اور آپ کے ہمنوا جو حیات مسیح کے قائل ہیں۔ اور مانتے ہیں کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور نبی ہوں گے کس منہ سے یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ خاتم کے معنی سمجھنے کے لئے تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیین کا یہ حوالہ مدنظر رہے۔ جس میں لکھا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا "انا خاتم الانبیاء و انت یا علی خاتم الاولیاء" کہ اے علی میں خاتم الانبیاء ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے اب اگر خاتم الانبیاء کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت علیؓ کے بعد کوئی ولی نہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد امت محمدیہ میں بیشمار ولی ہو گذرے ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے۔ "قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ" کہ یہ تو بیشک کہو کہ حضرت رسول کریمؐ خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

اس کے علاوہ مشہور لغت مجمع البحرین کا یہ حوالہ بھی خوب ہے۔ لکھا ہے کہ "و محمد خاتم النبیین یجوز فیہ فتح التاء و کسرھا فالفتح بمعنی الزینۃ ماخوذ من الخاتم الذی ھو زینۃ للابسہ" یعنی خاتم کی ت پر زبر ہو (جیسا کہ قرآن کریم میں ہے) تو اس کے معنی زینت کے ہوں گے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی زینت نہ کہ نبیوں کو ختم کرنے والے۔ چنانچہ ایک عرب شاعر آپ کی شان میں کہتا ہے

طوق الرسالۃ تاج الرسل خاتمھم
بل زینۃ لعباد اللہ کلھم

اسی طرح حضرت علیؓ فرماتے ہیں: "الخاتم لما سبق والفاتح لما انغلق" (نہج البلاغہ ورق ۱۹) یعنی آنحضرت صلعم پہلے نبیوں کے خاتم اور آئندہ کے فاتح ہیں۔ گویا پہلے نبی بند اور امتی نبی کھلے۔

"لانبی بعدی" کے حوالہ میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے جو ایک خاص واقعہ ہے اور اس میں دراصل خاص حضرت علیؓ کو ہی کہا گیا ہے کہ تو میرے لئے بمنزلہ ہارون تو ضرور ہے۔ مگر تو نبی نہیں چنانچہ روائت کے الفاظ یہ ہیں۔ "یا علی اما ترضی ان تکون منی کھارون من موسیٰ غیر انک لست نبیاً" (طبقات کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۵) یعنی اے علی کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ تجھے مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ بجز اس کے کہ تو نبی نہیں ہے۔

عمومی لانبی بعدی کے بارہ میں بھی ذیل کا حوالہ قابل توجہ ہے۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب "اقتراب الساعۃ" کے صفحہ ۱۶۲ پر لکھتے ہیں "حدیث لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا" اس کے علاوہ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میرے بعد میری شان کا کوئی نبی نہ ہوگا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ "اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ و اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ" یعنی جب قیصر (شاہ روم) مر جائے گا تو پھر کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ (شاہ ایران) مر جائے گا تو پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ حالانکہ قیصر بھی ہوئے اور کسریٰ بھی۔ چنانچہ پہلے بزرگوں نے یہی معنی کئے ہیں کہ اس قیصر اور کسریٰ کے بعد اس شان و شوکت کا کوئی قیصر اور کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔

الغرض امتی نبی جو حضرت رسول اکرمؐ کے فیضان سے بہرہ ور ہو کر مقام نبوت پر فائز ہو سکتا ہے۔ اور اس عقیدہ میں ہم احمدی منفرد نہیں ہیں بلکہ احمدیت کے جنم سے بھی پہلے ربانی علماء اور متکلمین یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ مزید برآں آپ نے درود شریف کے بارہ میں اب تک کچھ نہیں کہا۔ اس سے بھی تو ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد دینی اور دنیوی تمام نعمتوں کے دروازے کھلے ہیں۔

شیعی۔ درود شریف میں آل محمد سے مراد خاندان رسالت ہے کہ امت محمدیہ۔ آل سے مراد اولاد ہوتی ہے۔ ورنہ امت محمدیہ میں تو شرابی بھی شامل ہیں تو کیا درود شریف کی رو سے وہ بھی نبی ہو جائیں گے۔

احمدی۔ آل اور اہل کے معنی سمجھنے کے لئے حضرت امام صادق کا قول مندرجہ تفسیر صافی سورۃ ابراہیم قابل توجہ ہے۔ فرمایا "من اتقی اللہ منکم و اصلح فھو منا اھل البیت" کہ اے لوگو تم میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا تو وہ ہمارے اہل بیت میں شامل ہوگا اس کے علاوہ رسول کریمؐ کی ایک حدیث ہے کہ "سلمان منا اھل البیت" کہ سلمان فارسی ہمارے اہل بیت ہیں۔ اور یہ پریشانی کہ رسول اللہ صلعم کی امت میں تو شرابی بھی ہیں بے جا اور بے محل ہے کیونکہ درود شریف کی دعا قبول ہونے کی صورت میں صرف وہی لوگ نبی ہوں گے جو آپ کے اہل ہوں گے۔ آپ خاطر جمع رکھیں، کوئی شرابی خلعت نبوت سے سرفراز نہ ہوگا۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ شادی شدہ جوڑا اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لئے دعا کرتا ہے۔ دونوں میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے بچہ دے مگر مطلب یہی ہوتا ہے کہ ان دونوں میں جو محل اولاد ہے یعنی بیوی صرف وہی بچہ جنے۔

آپ کا جواب بالکل بیکار ہے کیونکہ اس کے باوجود ہمارا استدلال اپنی جگہ قائم ہے کہ اگر رسول اللہ صلعم کے بعد ہر نبوت کا دروازہ مسدود ہے تو درود شریف کی یہ دعا کیوں سکھائی گئی کہ اے اللہ امت محمدیہ کو وہی برکتیں عطا فرما جو امت ابراہیم کو عطا ہوئی تھیں۔ ان برکتوں کی تفصیل اس آیت قرآنیہ میں موجود ہے "یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا" کہ اے قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو جبکہ اس نے تم میں نبی اور بادشاہ بنائے۔ گویا درود شریف کی یہی نعمتیں مانگی جاتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر امت محمدیہ کو نبی ہو ہی نہیں سکتا تو امت کو درود شریف کے ذریعہ یہ دعا کیوں سکھائی گئی ہے۔

علاوہ ازیں شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چلو پانی لیا اور اس سے کہا کہ "لا منک اخلق النبیین والمرسلین و عبادی الصالحین والائمۃ المھتدین والدعاۃ الی الجنۃ و اتباعھم الی یوم القیامۃ ولا ابالی" میں تجھ سے انبیاء و رسل اور اپنے نیک بندے اور ہدایت یافتہ امام اور جنت کی طرف بلانے والے اور ان کے پیروؤں کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا اور کسی کی پرواہ نہ کروں گا (تفسیر القمی صفحہ ۲۳)

نیز لکھا ہے کہ "فالسعادۃ من الانبیاء والاوصیاء لا یجوز انقطاعھم مادام التکلیف من اللہ عزوجل لازماً للعباد" (اکمال الدین صفحہ ۱۲۵) یعنی جب تک نیک و بدکار جو دنیا میں قائم رہے گا تب تک نبی اور وصی بھی آتے رہیں گے۔

پھر لکھا ہے "یحشر اللہ الاولین والاخرین من النبیین والمرسلین" (تفسیر القمی صفحہ ۷۱) یعنی اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے نبیوں کو جمع کرے گا۔ اب اگر رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں تو پچھلے نبی کہاں سے آئیں گے۔ نیز لکھا ہے "اگر کسی وقت تمام دنیائے انسانی مسلم روحانی کی محتاج تھی تو اب بھی ہے۔ بنا بریں دیکھا جاتا ہے کہ کبھی انسان محتاج پیغمبر و امام مسلم زمانی نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے الیٰ معاذ اللہ نعوذ اللہ تعالیٰ سے در پیش ضرورت کو تسلیم کرتا ہے وہ اب بھی کرے۔ جو پہلے انبیاء و اوصیاء و آئمہ کو مانتا ہے وہ اب بھی مانے گا اور وجود امام کو تسلیم کرے گا۔ جو امام آخر الزمان کا منکر ہے تمام انبیاء و اوصیاء کا منکر ہے اور یہی قول پیغمبر سے ثابت ہے۔" (الصراط السوی صفحہ ۲)

مزید برآں حضرت امام محمد جن کو شیعہ حضرات معصوم سمجھتے ہیں فرماتے ہیں کہ امام مہدی دعویٰ کریں گے "رحجتی من الانبیاء علیہم السلام" (اکمال الدین صفحہ ۱۸۱) کہ خدا نے مجھے رسول بنایا ہے

نیز حضرت امام ابوجعفر نے ابراہیمی نسل کے ذکر پر فرمایا۔ "فکیف یقرون فی آل ابراھیم علیہ السلام و ینکرونہ فی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم" (صافی شرح اصول کافی جزو ۳ صفحہ ۱۱) یعنی لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ انبیاء و رسل اور اماموں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں مگر آل رسول صلعم میں ان کا وجود نہیں مانتے۔

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ اگر امت محمدیہ میں انبیاء و رسل کے وجود کا انکار کیا جائے تو پھر قسم کے اولیاء، اوصیاء، آئمہ اطہار، مصلحین اور داعیان سنت کے وجود کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔

شیعی۔ ہم ان حوالوں کو نہیں مانتے کیونکہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

احمدی۔ اگر آپ ان آئمہ اطہار اور بزرگوں کے ارشادات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو پھر آپ کیا چیز ہیں کہ آپ کی تفسیر و تشریح کو مان لیا جائے۔ آپ کے مقابلہ میں ان بزرگوں اور اماموں کے اقوال بدرجہ اولیٰ قابل قبول اور واجب التسلیم ہیں۔

شیعی۔ حضرت مرزا صاحب کی سچائی ثابت کرنے کے لئے سورۃ حاقہ کی آیت "ولو تقول" پیش کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ معیار صرف رسول کریمؐ کے لئے خاص ہے ورنہ کئی جھوٹے مدعیان نبوت ہو گئے ہیں، جو کئی عمر تک بچ گئے ہیں۔

احمدی۔ ہم اپنی ابتدائی تقریر میں صفائی سے سارا بیان کر چکے ہیں کہ اس عظیم الشان دلیل کو حضرت رسول کریمؐ سے خاص قرار دینا دعویٰ بلا دلیل ہے

ہے اور چودہ سو سال کے عرصہ میں مسلمان علماء نے غیر مسلموں کے مقابلے میں اسے ایک عام دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"فی الآیۃ تنبیۃ علی ان النبی علیہ السلام لو تقول من عند نفسہ شیئًا او زاد او نقص حرفا واحدا علی ما اوحی الیہ لعاقبہ وھو اکرم الناس علیہ فما ظنک بغیرہ" (تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۴۶۲)

یعنی آیت میں یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر حضرت رسول مقبول صلعم اپنے پاس سے الہام بناتے یا وحی الٰہی میں ایک حرف بھی کم و بیش کر دیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو سزا دیتا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ معزز ترین خلائق ہیں تو اب تم خود ہی سوچ لو کہ اگر کوئی دوسرا شخص خدا تعالیٰ پر افترا باندھے تو اس کا کیا انجام ہوگا اس کے علاوہ شیعہ حضرات بھی اس دلیل کو عام مانتے ہیں۔ چنانچہ ایک شیعہ امام حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دعویٰ عبودیت و امامت کے متعلق فرمایا ہے۔ "انّ ھذا الامر لا یدعیہ غیر صاحبہ الا بتر اللہ عمرہ" (اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۲۲۲) یعنی اگر جھوٹا مدعی ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو کاٹ ڈالے گا۔

اسی طرح یہ جرح کہ کئی بیچے بھی قتل ہوتے ہیں یا کئی جھوٹے بچ گئے ہیں۔ بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ یہ جرح ہم پر نہیں بلکہ خود رسول اللہ صلعم و اللہ تعالیٰ پر بھی ہے۔ اتنا تو سوچئے کہ اگر اس وقت کے مخالفین اسلام یہی اعتراض کر دیتے تو رسول خدا صلعم کیا جواب دیتے؟ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ زیادہ فہمیدہ اور معقول تھے جو اس زبردست دلیل کے سامنے گنگ ہو گئے اور آج کل کے لوگوں کی طرح اوٹ پٹانگ باتیں شائع کر کے مال مشغول نہیں کیا۔

مزید برآں ذرا یہ تو بتایا جائے کہ کون سا سچا تھا جو دعویٰ الہام کے بعد ۲۳ سال کے اندر اندر قتل ہو گیا یا وہ کونسا جھوٹا تھا جو اپنا خود ساختہ الہام سنانے کے بعد بچ نکلا۔

شیعی۔ ابلیس سے بہت لمبی عمر پائی ہے تو کیا وہ بھی سچا ہے؟

احمدی۔ کیا وہ صاحب الہام ہے۔ ذرا سنا دیجئے کوئی الہام اس کا! بے سوچے سمجھے بولنے سے فائدہ؟

شیعی۔ اگر انگریزی عملداری نہ ہوتی تو مرزا صاحب قتل بھی ہو جاتے۔ ذرا جاتے نا انگریزی حکومت سے باہر، پھر زندہ بچ کر آ جاتے تو بات تھی۔

احمدی۔ گویا انگریزی حکومت آپ کے خدا سے بھی زیادہ زبردست ٹھیری۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ایسے مفتری علی اللہ کو کوئی بھی اللہ سے بچا نہیں سکتا مگر آپ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے خدا کی کوئی پیش نہ جانے دی۔

شیعی۔ مرزا صاحب نے حج نہیں کیا لہذا آپ سچے نہیں۔

احمدی۔ حج کے شرائط ہوتے ہیں۔ اگر وہ پورے ہوں تو حج فرض ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً زاد راہ، تندرستی اور امن راہ وغیرہ اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے راستے میں امن نہ تھا جیسا کہ ابھی آپ نے کہا ہے کہ اگر مرزا صاحب انگریزی سلطنت سے باہر جاتے تو قتل کر دیئے جاتے۔ یاد رہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے عمر بھر زکوٰۃ نہیں دی کیونکہ زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط آپ میں کبھی پورے نہیں ہوتے۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ لہذا حضرت رسول کریم صلعم پر کوئی اعتراض پڑتا ہے اور نہ آپ کے غلام حضرت مرزا صاحب علیہ السلام پر۔

شیعی۔ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ ان کی عمر اسی سال کے قریب ہوگی مگر پوری نہ ہوئی۔

احمدی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی ہے۔ حضور فرماتے ہیں

"یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکا تھا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹)

پھر فرمایا:۔

"جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۸)

گویا ۱۲۹۰ھ میں آپ کی عمر چالیس برس ہو چکی تھی۔ آپ نے ۱۳۲۶ھ میں وفات پائی اور ۷۶ برس آپ کی عمر ہوئی۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو سلسلہ احمدیہ کے شدید دشمن تھے لکھتے ہیں

"مرزا صاحب ..... کہہ چکے ہیں کہ میری موت عنقریب اسی سال سے کچھ نیچے اوپر ہے جس کے سب زینے غالباً آپ طے کر چکے ہیں"

(اہلحدیث مجریہ ۲ر مئی ۱۹۰۷ء)

اس کے ایک سال کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو احمدیت کے سخت دشمن تھے لکھتے ہیں۔

"۶۳ برس کا تو وہ ہو چکا ہے"

(اشاعۃ السنہ ۱۸۹۳ء)

اس کے چودہ سال کے بعد حضرت مرزا صاحب علیہ السلام فوت ہوئے لہذا ۷۷ برس عمر ہوئی۔

شیعی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا؟ یہی سمجھ میں نہیں آتا کبھی مسیح، کبھی مہدی اور کبھی کرشن وغیرہ، کبھی آدم، کبھی موسیٰ اور کبھی ابراہیم وغیرہ۔

احمدی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ محض اپنے عقائد سے بھی ناواقف ہیں اور یا پھر دیدہ دانستہ تجاہل سے کام لے رہے ہیں۔ ورنہ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲ پر لکھا ہے کہ مہدی کہے گا۔

"میں ابراہیم، اسمٰعیل، موسیٰ، یوشع، عیسیٰ، شمعون، محمد، امیر المومنین علیہم السلام ہوں۔"

شیعی۔ مرزا صاحب کبھی لکھتے ہیں میں نبی ہوں اور کبھی کہتے ہیں میں نبی نہیں ہوں۔ ان کی کون سی بات مانی جائے؟

احمدی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں ایک قائم و دائم جواب دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا اقرار، انکار یا انکار اقرار میں کبھی نہیں بدلا بلکہ جس چیز کا اقرار ہے۔ اس کا انکار کبھی نہیں ہوا۔ اور جس کا انکار ہے اس کا کبھی اقرار نہیں ہوا۔ اقرار اور چیز کا ہے اور انکار اور چیز کا، لہذا آپ کے کلام میں کوئی تضاد نہیں۔

اس کی کئی مثالیں خود قرآن کریم سے پیش کی جا سکتی ہیں جیسا کہ رسول کریم صلعم کے بارہ میں ایک جگہ فرمایا "ما ضل" آپ کبھی ضال نہیں ہوئے۔ مگر دوسری جگہ فرمایا ووجدک ضالا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضال پایا۔ اسی طرح ایک جگہ فرمایا کہ ان امھاتھم الا الّٰئی ولدنھم۔ ماں صرف وہ ہوتی ہے جو بچہ کو جنم دے اور دوسری جگہ فرمایا کہ "وازواجہ امھاتھم" اور نبی اکرم صلعم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

شیعی۔ یہ تضاد نہیں ہے کیونکہ ضال کے دو معنی ہیں۔ اس لئے جہاں فرمایا کہ آپ کبھی ضال نہیں ہوئے وہاں اور معنے مراد ہیں اور جہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضال پایا وہاں اور مفہوم مدنظر ہے۔ اسی طرح مائیں جسمانی بھی ہوتی ہیں اور روحانی بھی۔ جیسا کہ مولیٰ کا لفظ آقا کو بھی کہتے ہیں اور غلام کو بھی، ہر جگہ ایک ہی معنی مراد ہوں تب تضاد ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔

احمدی۔ حق بر زبان جاری کسی نے کیا خوب کہا ہے

گواہ است مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

یہی تو ہم کہتے ہیں کہ جب ایک لفظ کے دو معنی ہوں اور الگ الگ معنوں کے اعتبار سے اقرار یا انکار کیا جائے تو اس کو تضاد نہیں کہتے۔ نبوت کا مفہوم جو عوام الناس کے ذہن میں ہے یعنی براہ راست اور شریعت والی نبوت، اس سے حضرت مرزا صاحب نے انکار فرمایا ہے۔ اور آپ از ابتداء تا انتہاء اس انکار پر قائم رہے ہیں۔ لیکن ایسی نبوت جو بغیر شریعت جدیدہ کے اور ملے بھی آنحضرت صلعم کی غلامی کے طفیل، اس نبوت کے آپ اقراری ہیں۔ اور از ابتداء تا انتہاء آپ اس اقرار پر قائم رہے ہیں ظاہر ہے کہ رسول کریم صلعم سے پہلے آنے والا ہر نبی براہ راست نبی تھا یعنی اس کی نبوت کسی دوسرے نبی کی پیروی کا نتیجہ نہ تھی اور بعض ایسے تھے جو براہ راست نبی ہونے کے علاوہ صاحب شریعت بھی تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ نساء رکوع ۹ سے ظاہر ہے۔ آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ آئندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کمالات نبوت بخشے گی اور کوئی شخص آپ کے افاضہ کے بغیر مقام نبوت پر سرفراز نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴، ۲۵

(منقط)

درخواست دعا

خاکسار کی کاروباری حالت ان دنوں کمزور ہو گئی ہے جس کی وجہ سے کچھ زیر باری ہے۔ احباب جماعت اس عاجز کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے مالی حالات کو درست کر دے اور اپنا فضل شامل حال رکھے تا خدمت دین بجا لا سکوں

خاکسار

محمد منور ڈار لو مقرا از ہاری پاری گام کشمیر

قسط نمبر ۲

مباہلہ سورو اور اس کے اہم نتائج

از مکرم مولوی ہارون الرشید صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک

مندرجہ بالا تینوں مخالفین احمدیت کی تذلیل ہوئی اور جس رنگ میں انہوں نے عذاب الٰہی کا مزہ چکھا وہ اب قارئین کرام سابقہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ کہتے تھے اور اسی نام سے میدان مباہلہ میں انہوں نے اظہار بھی کیا کہ ہم عالم ہیں اور اپنے علم کی بنا پر کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹے ہیں (نعوذ باللہ)

اب مباہلہ میں شامل ہونے والے مزید کچھ احباب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حافظ برکت اللہ صاحب امام الصلوٰۃ جامع مسجد بھدرک

حافظ برکت اللہ صاحب تھوڑا باسر دیپ پور نامی ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ جو بھدرک سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ عبدالجبار نامی ایک شخص کے متبنّیٰ ہیں۔ مباہلین کی فہرست میں ان کا نام اس طرح درج ہے۔

"برکت اللہ صاحب ابن عبدالجبار صاحب"

جامع مسجد بھدرک کی سابقہ کمیٹی جو مولوی حبیب الرحمان کی حامی رہنما تھی اس نے حافظ برکت اللہ صاحب کو کچھ معاوضہ پر بھدرک کی جامع مسجد کا امام الصلوٰۃ مقرر کیا تھا۔ یہ صاحب سورو کے مباہلہ میں شریک ہوئے اور وہاں سے واپسی پر تھوڑا عرصہ بعد زناکاری کے خطرناک جرم میں مبتلا ہو گئے۔ اور اس جرم کے بعد بھدرک سے فرار ہو گئے چنانچہ ۲۸ ستمبر کو تقریباً ایک صد آدمیوں نے اپنے دستخطوں کے ساتھ متولی صاحب جامع مسجد کے پاس سابق کمیٹی مسجد اور مولوی حبیب الرحمان کے قائم کردہ مدرسہ کاظمیہ کے خلاف ایک درخواست پیش کی تھی جس کی مصدقہ نقل ہمارے پاس موجود ہے۔

(خیال رہے کہ اس سابقہ کمیٹی کو متولی صاحب نے توڑ دیا ہے اور اس سے پہلے جو متولی صاحب کی اپنی کمیٹی تھی اس کو بحال کر دیا ہے)

اس درخواست میں جو متولی صاحب کے نام دی گئی حافظ برکت اللہ صاحب کا انجام ان الفاظ میں درج ہے۔

"موجودہ کمیٹی والے (جو کمیٹی اب توڑ دی گئی ہے) حال ہی میں ایک حافظ صاحب کو پیش امام مقرر کئے تھے۔ مگر وہ ایک خلاف شریعت جرم میں ماخوذ ہو کر یہاں سے بھاگ گیا"

انہی حافظ صاحب نے سورو کے میدان مباہلہ میں احمدیوں کے خلاف یہ نعرہ بلند کیا تھا

"یا مردود"

اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں گرفت کی کہ احمدیوں کے خلاف یا مردود کا نعرہ لگانے والا خود ہی زناکاری کے جرم میں مبتلا ہو کر بھدرک جامع مسجد کے امام الصلوٰۃ کے معزز عہدہ سے رد ہو کر بھاگتا بنا اور اس طرح خود مردود ہو گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

حافظ شوکت علی صاحب ابن عبدالصمد ساکن محلہ شنکر پور بھدرک

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے مولوی عبدالقدیر صاحب مرزا پوری محلہ شنکر پور بھدرک کی مسجد کے امام الصلوٰۃ ہیں۔ یہ ایک غریب مزاج۔ بے زبان نوجوان ہیں۔ انہیں احمدیت کے خلاف زبان درازی کرتے تو نہیں سنا گیا۔ تاہم یہ سورو کے مباہلہ میں شامل تھے ان کے لئے ضروری تھا کہ اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتتے اور ذلت و خواری سے حصہ لے کر انی مہین من اراد اھانتک کے الہام کو پورا کرتے۔

مولانا احسن الہدیٰ صاحب نے جب یہ فیصلہ کیا کہ مولوی حبیب الرحمان اور ان کے ہمنواؤں سے سلام و کلام اور کوئی لگاؤ نہ رکھا جائے۔ تو اس فیصلہ کی میاں فیمیلی کے معزز تعلیم یافتہ حضرات اور احسن الہدیٰ صاحب کے دیگر معتقدین نے سختی سے پابندی کی۔ اس فیصلہ کا اثر حافظ شوکت علی صاحب پر بھی پڑا۔ حافظ صاحب سے بھی میاں فیمیلی کے معزز تعلیم یافتہ اور دیگر معتقدین مولانا احسن الہدیٰ صاحب نے قطع تعلق کر لیا۔ اور جس رنگ میں انہیں پہلے تقریباً ہر تقریب میں عزت کے ساتھ بلایا جاتا تھا وہ رنگ ختم ہو گیا لیکن اسی پر بس نہیں ان کی مزید ذلت یہ ہوئی کہ جامع مسجد کے سابق امام حافظ برکت اللہ صاحب جب ایک گندہ زنا فعل کر کے بھاگ گئے اور جامع مسجد کی امامت کی جگہ خالی ہو گئی تو بعض لوگوں کی یہ تجویز ہوئی کہ حافظ شوکت علی صاحب کو جامع مسجد کا امام الصلوٰۃ بنایا جائے۔ چنانچہ انہیں اسی غرض سے بلایا گیا۔ اور اکثر نمازیں انہوں نے پڑھائیں لیکن چند ہی دنوں بعد اکثر نمازی حافظ شوکت علی صاحب کے خلاف ہو گئے۔ اور انہوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ متولی صاحب جامع مسجد نے ان حالات کو دیکھ کر شوکت علی صاحب کو امامت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور خود امامت کا کام سرانجام دینے لگے۔ چنانچہ بارہا دیکھا گیا کہ نماز کے وقت سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ہی حافظ شوکت علی صاحب منبر کے قریب آکر بغرض امامت بیٹھ جاتے تا اگر متولی صاحب کے آنے میں ذراسی دیر ہو جائے تو یہ اپنے کسی حمایتی کے اشارہ پر جلدی سے امام بن جائیں اور نماز پڑھا دیں۔ مگر متولی صاحب بھی اسے بھانپ گئے تھے وہ بھی نماز کے مقررہ وقت سے پہلے ہی آجاتے اور خود ہی امام کے فرائض سرانجام دیتے۔ اگر کبھی حافظ صاحب کو بھی امامت کا موقع ملتا تو اسے اپنی خوش قسمتی تصور کرتے۔ کیونکہ اگر ان کی امامت کی منظوری پبلک سے مل جاتی تو معقول تنخواہ کی امید تھی۔ مغرب کی نمازیں تو بالخصوص یہ خطرہ ہوتا کہ حافظ صاحب موصوف نماز عصر کے بعد سے ہی نماز مغرب کی امامت کے انتظار میں بیٹھ جاتے کیونکہ اس وقت مقتدیوں کا بڑا ہجوم ہوتا ہے اور تنخواہ کا موقع بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے جونہی ذرا متولی صاحب کو مسجد میں آنے میں دیر ہو تو فوراً آپ کھڑے ہو جاتیں۔ مگر متولی صاحب کب چھوڑنے والے تھے وہ بھی صفوں کو چیرتے پھاڑتے امام کی جگہ پر پہنچ جاتے اور نماز شروع کر دیتے جس پر حافظ صاحب ناامید ہو کر مسجد کے صحن کے آخری حصہ میں ایک پیڑ کے نیچے مدرسہ کاظمیہ کے چند طلباء کو لے کر الگ جماعت کراتے۔ اور دونوں طرف بیک وقت تکبیر کی آوازیں بلند ہو کر جامع مسجد کے نمازیوں اور اماموں کے اتحاد اور وحدت پہ ماتم کرتیں بالآخر حافظ صاحب کافی تکا فضیحتی اور اور دھکم دھکا کے بعد مسجد سے نکال دیئے گئے۔

مباہلہ میں شامل ہونے والوں اور سورو کے سنجیدہ طبقہ سے میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ تباہی خواری اور ذلت کیوں ہوئی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کس کی نصرت اور تائید ہوئی۔ سچ ہے ؎

اب کہیں کس کی ہوئی نصرت جناب پاک سے
کیوں تمہارا متقی پکڑا گیا ہو کر کے خوار

مباہلہ میں شامل ہونے والے مدرسہ کاظمیہ کے طلباء

جامع مسجد بھدرک کی موجودہ کمیٹی سے پہلے جو کمیٹی تھی اس کے اکثر ممبر جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں مولوی حبیب الرحمان کے ہمنوا اور حامی تھے ان لوگوں کی مدد سے مولوی حبیب الرحمان صاحب نے جامع مسجد بھدرک کے ملحق کمروں میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مولوی حبیب الرحمان نے اس مدرسہ کا نام اپنے ایک مرید محمد کاظم کے نام پر کاظمیہ رکھا۔ اس مدرسہ میں مولوی اور حافظ تیار کئے جاتے ہیں۔ سابق کمیٹی کی پوری حمایت اور پشت پناہی کی وجہ سے مدرسہ کاظمیہ کے طلباء گویا جامع مسجد کا اپنے آپ کو مختار کل سمجھتے تھے اور مسجد کو یوں سمجھتے تھے کہ گویا ان کے آباؤ اجداد کا بنایا ہوا بیٹھک خانہ ہے۔ شہر میں بھی ان طلباء کی خوب چہل پہل تھی۔ میاں فیمیلی میں بالخصوص کوئی تقریب فاتحہ وغیرہ ہوتی تو ان کی پرتکلف دعوتیں ہوتیں۔ رمضان شریف میں تو ان کی پانچوں گھی میں ہوتیں۔ افطاری بہترین طریق سحری کے لئے بھی عمدہ انتظام ہوتا۔ اور ان کے لئے عید سوگوار کا دن ہوتی کہ نہ اب افطاری کے مزے رہیں گے نہ سحری کے لئے کوئی پوچھے گا۔ بہرحال ان پر یہ رونق اور بہار تھی کہ ان طلباء میں سے تقریباً ایک درجن سورو کے مباہلہ میں شریک ہوئے۔ اور سورو کو جاتے وقت یہ زور سے نعرے بلند کر رہے تھے گویا کہ ان کی فتح یقینی ہے مگر جب سورو کے مباہلہ سے واپس لوٹے تو چاروں طرف سے لعنت و ملامت کی زبردست بوچھاڑ شروع ہوئی۔ ایک طرف مولوی حبیب الرحمان صاحب اور مولوی سید احسن الہدیٰ صاحب کے باہم ٹکراؤ کی وجہ سے میاں فیمیلی کے افراد اور مولوی سید احسن الہدیٰ کے معتقدین نے دعوتوں کا سلسلہ بند کر دیا۔ دوسری طرف شہر کے دیگر افراد نے بھی ان کی کرتوتوں کو دیکھ کر ان پر لعنت و ملامت شروع کر دی جس کا کچھ نمونہ اس درخواست سے ظاہر ہے جو شہر کے مختلف محلوں کے تقریباً ایک صد آدمیوں نے متولی صاحب جامع مسجد اور مسلمانان بھدرک کو مخاطب کر کے ان طلباء اور مدرسہ و کمیٹی کے خلاف دی۔

ہمارے پاس اصل درخواست کی مصدقہ نقل ہے۔ جس کے آخر میں متولی صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے اس درخواست کی نقل قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بھدرک

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۲ء

بخدمت مکرم جناب متولی صاحب جامع مسجد بھدرک و مسلمانان بھدرک۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ لوگوں سے مؤدبانہ التماس ہے کہ جب سے جامع مسجد بھدرک کی موجودہ کمیٹی و مدرسہ کاظمیہ قائم ہوئے ہیں ہمیشہ یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ ممبران کمیٹی و طلباء مدرسہ کاظمیہ مسلمانوں کے اندر پارٹی بازی و فتنہ فساد کی آگ بھڑکاتے رہتے ہیں جب تک متولی صاحب پیش امامی کرتے رہے اور پرانی کمیٹی تھی اس قسم کا کوئی فتنہ و فساد ظہور میں نہیں آتا تھا مگر اب جامع مسجد و مدرسہ کاظمیہ گویا کہ اختلاف و فتنہ و فساد کا گھر بن گئے ہیں جو کہ ایک مسجد کے شایان شان نہیں۔ موجودہ کمیٹی والوں نے حال ہی میں ایک حافظ کو پیش امام مقرر کیا تھا مگر وہ ایک خلاف شریعت فعل کرنے کے جرم میں ماخوذ ہو کر یہاں سے بھاگ گیا (حافظ برکت اللہ

صاحب کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل)
اب چند دنوں سے جبکہ متولی صاحب جامع مسجد میں پنجگانہ نماز اور جمعہ میں پیش امامی کرتے ہیں تو مدرسہ کاظمیہ والے الگ ایک جماعت نماز پنجگانہ و جمعہ کی قائم کرتے ہیں جس سے جامع مسجد کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ہم لوگ مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ جناب متولی صاحب پہلے کی طرح اب بھی جامع مسجد کی نماز پنجگانہ و جمعہ و عیدین میں پیش امامی فرمائیں۔ اور موجودہ کمیٹی جو پارٹی بازی اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتی رہتی ہے اسے توڑ دیا جائے اور مدرسہ کاظمیہ کو مسجد کے ملحقہ مکان سے بالکل ہٹا دیا جائے۔ اور جس طرح پہلے امن پسند لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی تھی اسی طرح کی کمیٹی بنائی جائے۔ جو جامع مسجد کی دیکھ بھال وغیرہ میں متولی صاحب کا تعاون کر سکے۔

درخواست کنندگان

اس کے نیچے قریباً ایک صد آدمیوں کے دستخط ہیں۔ ہمارے پاس ان دستخط کرنے والوں کے نام بھی محفوظ ہیں۔ جو عند الضرورت دکھائے جا سکتے ہیں۔

ظاہر ہے اس لعن و طعن کے ساتھ ہی ساتھ اس درخواست کے نتیجہ میں سابقہ کمیٹی (جس کے اکثر ممبر مولوی حبیب الرحمان کے حامی و ہمنوا تھے اور مدرسہ کاظمیہ کی پشت پناہ تھے) کو توڑ دیا گیا اور متولی صاحب نے اپنی کمیٹی پھر سے قائم کر لی۔ متولی صاحب کی موجودہ کمیٹی جو بارسوخ، وسیع الخیال اور تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہے یہ کمیٹی مدرسہ کاظمیہ پر کڑی نگرانی رکھتی ہے کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ اس مدرسہ کے ذریعہ مسلمانان بھدرک میں فتنہ و فساد اور افتراق و انشقاق پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

سابق کمیٹی جو مولوی حبیب الرحمان کی حامی تھی اس کے ٹوٹنے سے مدرسہ کاظمیہ کے طلبہ گویا یتیم ہو گئے ہیں اور ان کی پہلی سی آن بان ختم ہو چکی ہے۔ رمضان المبارک کا ایک ایک دن ان کے لئے روزِ عید ہوتا تھا اس لئے طلباء بڑی مستعدی سے رہیلہ جامع مسجد میں ہی رہتے تھے۔ مگر گذشتہ رمضان المبارک میں مدرسہ کے اکثر طلباء سوائے دو تین کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اس سے قبل کبھی ایسا نہیں ہوا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب پہلے کے مزے ہم نہیں اڑا سکیں گے۔ اور جو دو تین طلباء رہ گئے وہ بھی جامع مسجد کو چھوڑ کر قاضی محلہ کی مسجد میں تراویح وغیرہ ادا کرتے۔ اور بعض جامع مسجد کے وضو کر لینے کے لوٹے چھپا کر قاضی محلہ کی مسجد میں لے جاتے پکڑے گئے۔ اور اس جرم میں سخت ڈانٹ ڈپٹ اور لعن طعن کا شکار ہوئے۔

سید شمشاد علی ابن سید اسد علی صاحب

سید شمشاد علی بھدرک کا ایک دکاندار ہے جو جوان آدمی ہے۔ مولوی حبیب الرحمان کا مرید ہے یہ بھی غیر احمدیوں کی طرف سے سورو کے مباہلہ میں شریک تھا۔

میدانِ مباہلہ میں جب محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مولوی حبیب الرحمان کو للکارا اور مباہلہ میں شامل ہونے کا مطالبہ کیا تو اس وقت سورو کے ایک غیر احمدی نے جو مباہلہ میں شامل تھا کہا ہمارا مولوی حبیب الرحمان شیر ہے۔ جس پر مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے فرمایا کہ اگر وہ شیر ہے تو میرے مقابل پر مباہلہ میں آ جائے۔ کیوں گیدڑ بن کر بزدلی دکھاتا ہے اس پر سید شمشاد علی مذکور نے اپنی جوانی کے گھمنڈ میں آنکھیں نکال کر کئی بار مولانا بشیر احمد صاحب کی طرف قدم بڑھایا اور کہا کہ ہمارے مولانا کی توہین کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی جوانی کے گھمنڈ کو اس رنگ میں توڑا کہ مباہلہ کے چند دنوں بعد وہ اپنے ماموں سے زمین کے متعلق جھگڑا کرنے لگا جس پر اس کے سالے نے جس کے مکان میں شمشاد بطور خانہ داماد کے رہتا ہے اس کی اس کے ماموں کے سامنے جوتوں سے مرمت کی اور جوتے کھانے کے بعد اس کا دماغ ٹھکانے پر آیا۔

مولوی حبیب الرحمان کے گروہ کی طرف سے کئی دفعہ اس نے چٹھی رسانی کا کام کیا اور متعدد بار ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب کی لعن و طعن اور ڈانٹ ڈپٹ سنی جس کا رونا بارہا اس نے رویا ہے۔

یہی ہے وہ تحفہ جو اب مولوی حبیب الرحمان کے ساتھیوں اور ساتھیوں کو خدا کی طرف سے مل رہا ہے

مختصر یہ کہ مولوی حبیب الرحمان کے تمام ساتھی اور ہمنوا جو اس مباہلہ میں بھدرک سے شریک ہوئے اس ایٹم بم کا شکار ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مولوی حبیب الرحمان کے اپنے وطن دھام نگر میں تیار کیا اور جب یہ بم پھٹا تو مولوی حبیب الرحمان کے رفقاء اس کی زد میں آ کر چکنا چور کر دیئے گئے۔ مولوی حبیب الرحمان خود ان کو مباہلہ میں لانے کا باعث بنے اور پھر خود ہی ان کی ذلت اور رسوائی کا موجب بھی بن گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسے زبردست لوگوں کے ساتھ ان کو ٹکرا دیا جو علم، ذہانت، قابلیت، خاندانی وجاہت اور اثر و رسوخ میں ان سے ممتاز تھے۔ اور ان کے مقابل پر ان لوگوں کا جتھا، زور، پیسہ کچھ بھی کام نہ آیا۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ ان کی طاقت کو خدا نے ختم کر دیا انہیں ہر طرح ذلیل و رسوا کر دیا۔ وہ لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے اور یہ سب واقعات اس لئے ہوئے کہ خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میدان مباہلہ میں جو انہوں نے بار بار کہا کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے نبی ہیں ان کو بتا دے کہ تمہارا کہنا غلط تھا۔ اور دنیا پر یہ ثابت کر دے کہ مرزا صاحب جسے تم جھوٹا کہتے ہو لوگ کے ہم ہو گار ہیں۔ اس لئے وہ جھوٹا نہیں بلکہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے۔

کیونکہ

پاک بر تر ہے وہ جھوٹ کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار

تبلیغی کارگذاری دفتر زیارت مقاماتِ مقدسہ قادیان

از مکرم میاں الٰہ دین صاحب انچارج دفتر زیارت قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کی مقدس بستی میں معزز زائرین برائے زیارت مقامات مقدسہ شوق سے تشریف لاتے ہیں ان تشریف لانے والے معزز زائرین میں ہر طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں یعنی سول اور ملٹری کے آفیسر اور معزز زمیندار طبقہ وغیرہ محکمہ سے تعلق رکھنے والے احباب ماہ ستمبر اور اکتوبر میں آمدہ معزز زائرین کی تعداد ۱۲۱۷ ہے

ان زائرین کی خدمت میں ان کے مناسب حال اردو ہندی، انگریزی اور گورمکھی میں سلسلہ کے لٹریچر بھی پیش کیا جاتا ہے جس کو وہ شوق سے قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں تقسیم کردہ لٹریچر کی مقدار ۵۳۵ ہے۔ ان معزز زائرین میں نہ صرف ہندو سکھ اور عیسائی ہوتے ہیں بلکہ غیر احمدی دوست جو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں یوپی وغیرہ سے امرتسر اور بٹالہ تشریف لاتے ہیں وہ بھی قادیان کی زیارت کیلئے ہمارے پاس آتے رہتے ہیں اور واپسی پر ہمارا لٹریچر بھی اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر لے کر جاتے ہیں۔ جملہ معزز زائرین کو دفتر زیارت مقامات مقدسہ میں بٹھا کر ہر طرح سے اسلام، احمدیت اور قادیان کے متعلق پوری پوری واقفیت باہم پہنچائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس اٹل قانون سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ابتداء سے چلی آتی ہے کہ جب کبھی انسان خدا تعالیٰ سے تعلق منقطع کر کے غلط عقائد اور رسومات اور بد اخلاقی کا شکار ہو تا رہا ہے تو ایسے وقتوں میں خدا تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ انسان کو مبعوث فرماتا رہا ہے اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ دنیا میں دہریت کا بول بالا ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر اوتار اور گورو کو اس کے تدارک کیلئے دنیا میں نہ بھیجا ہو تمام مذہبی کتب اس امر کی شاہد ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جہاں تمام بدھ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام شری کرشن جی اور شری راجیندر جی اور گورو نانک جی ایسے ہی مانے، دنیا کی ہدایت کے لئے تشریف لاتے رہے ہیں پس اسی سنت کے مطابق اس زمانہ کی ہدایت کیلئے بھی جملہ مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بعثت ہوئی حضور علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں اور بعض جو ابھی پوری ہونے والی ہیں معزز زائرین کی خدمت میں پیش کی جاتی رہیں۔

اس کے ساتھ محبت پیار اور اتحاد و اتفاق کے متعلق جن اصولوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے ان کو انکے سامنے بیان کیا جاتا رہا اسی طرح جماعت کی وسعت اور مشنوں کی ترقی و تنظیم کو بھی ان کے سامنے بیان کیا جاتا ہے۔ قادیان کے مقدس مقامات مسجد اقصیٰ مسجد مبارک بہشتی مقبرہ کے متعلق بھی ان کو واقفیت کرائی جاتی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان معزز زائرین تک اسلام و احمدیت کی تعلیم کو صحیح رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس طرح منارۃ المسیح کے متعلق بھی ان کو واقفیت کرائی جاتی ہے کہ اس کے بنانے کی کیا غرض ہے، وغیرہ وغیرہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بہتر رنگ میں سلسلہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے بہتر سے بہتر نتائج پیدا فرمائے آمین۔

اب تک آمدہ زائرین کی کل تعداد ۱۹۸۸۳۶ ہے۔ اور اسی طرح اب تک کل تقسیم کردہ لٹریچر کی تعداد ۳۱۴۲۳ ہے

خاکسار

الٰہ دین انچارج دفتر زائرین قادیان

وضاحت

اخبار بدر مجریہ ۱۲ر اکتوبر میں عید الاضحیٰ کے عنوان کے تحت جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے صفحہ ۶ کالم ۱ کی سطر ۱۲ تا ۱۶ کو اس طرح پڑھا جائے۔

"عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہر دو میں اجتماع مسجد میں گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھا۔ اور مولوی عبد القدوس صاحب کے پیچھے عید گاہ میں نماز پڑھنے والے گذشتہ سالوں کی نسبت کم تھے"

[illegible] (ادارہ) [illegible]

نصرت گرلز سکول قادیان کے لئے
بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ مسٹرس کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جب نصرت گرلز سکول کو از سر نو قائم کیا تو اُستانیوں کی ضرورت اُن مخصوص حالات میں ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا حل کرنا نہایت دشوار تھا۔ تاہم صدر انجمن احمدیہ اور نظارت تعلیم نے بہ ہزار مصائب مدرسہ مذکورہ کے لئے اُستانیاں فراہم کیں۔ لیکن اُن میں اکثر استانیاں ان ٹرینڈ تھیں جنہوں نے محنت و جانفشانی کے ساتھ فرائض کی ادائیگی تو کی لیکن جب تین چار سال قبل محکمہ تعلیم نے مدرسہ کی مستقل منظوری کے لئے یہ پابندی عائد کر دی کہ مدرسہ میں ٹرینڈ استانیاں تعلیم دیں تو نظارت تعلیم کو پھر اس سلسلہ میں تگ و دو کرنی پڑی اور گذشتہ تین چار سال میں اس کمی کو بھی کسی قدر پورا کیا گیا مگر ہیڈ مسٹرس کے عہدے کے لئے نظارت تعلیم ہنوز کوشاں ہے۔ اور اس کے لئے اب تک کوئی مناسب استانی نہیں مل سکی۔ لہٰذا جماعت ہائے ہندوستان کی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بہنوں سے گذارش ہے کہ وہ مرکز کی اس اہم ضرورت کی تکمیل کے لئے پیش قدمی فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں خواہشمند بہنیں مزید تفصیلات کے لئے نظارت ہذا سے رجوع فرمائیں۔

نوٹ۔ مدرسہ مذکورہ بالا کی ہیڈ مسٹرس کو مشاہرہ گورنمنٹ کے گریڈ کے مطابق دیا جائے گا

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ضروری اعلان

اکثر جماعتوں کے سیکرٹریان امور عامہ کی طرف سے ایک عرصہ سے کارگذاری کی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہو رہی۔ جس سے مرکز کو ان کے مقامی حالات کا کوئی علم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی سیکرٹریانِ امور عامہ کی کوئی کارگذاری ہی معلوم ہو سکتی ہے اور یہ ایک بہت بڑا نقص ہے جس کی تلافی از حد ضروری ہے۔ سیکرٹریانِ امور عامہ اپنی ذمہ داریوں کا صحیح احساس پیدا کرتے ہوئے اس کا عملی ثبوت دیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی چاہئیے

فرمان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

موجودہ مالی سال کی ششماہی اول گذر کر جلسہ سالانہ میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے لیکن تا حال کئی جماعتوں کی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ کا حسبِ منشا استظار ہے چاہئیے تو یہ تھا کہ سب جماعتوں کا چندہ جلسہ سالانہ سے قبل انتظامات جلسہ میں سہولت ہو سکتی۔ لیکن وصولی کی رفتار تدریجی بجٹ کی نسبت سے بہت کم ہے*

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی قبل از جلسہ کر دینے کے لئے بارہا تاکید فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

"پہلے تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دیدیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں اُن کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور انکے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آیا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقع پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں۔"

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ

"پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تاکہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہئیے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ احباب جماعت و عہدیداران سال نیز مبلغین کرام سے توقع ہے کہ وہ اپنے حلقہ میں اس چندہ کی وصولی اور ادائیگی کا انتظام کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلصین جماعت کو اس مقدس فرض کی بروقت ادائیگی اور خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اس چندہ کی شرح ... سال میں ...

ناظر بیت المال قادیان

اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کے متعلق جو رپورٹ محترم صاحبزادہ مرزا ڈاکٹر منور احمد صاحب سلمہ اللہ نے ۲ر نومبر ۱۹۶۳ء کو مجلس انصار اللہ کے اجلاس میں پیش کی وہ بغرض اطلاع و دعا شائع کی جاتی ہے۔

اس رپورٹ میں ایک اہم بات جو تحریر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دوست نے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی خواب بیان کی کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ

"جماعت میری صحت کے لئے دعائیں بھی کر رہی ہے اور صدقات بھی دے رہی ہے مگر مجھے صحت اس لئے نہیں ہوتی کہ جماعت کے بعض دوست آپس میں کینہ رکھتے ہیں۔"

میں احبابِ ہندوستان کو خاص طور پر اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ احباب خدا تعالیٰ کے واسطے باہمی محبت، اتحاد، اور اخوت کا جذبہ پیدا کریں اور "اصبحتم بنعمتہٖ اخواناً" کا نظارہ اپنے اعمال سے دکھائیں۔ تاکہ ہمارے مقدس و محسن آقا جلد شفایاب ہو کر اپنی فعال قیادت سے جماعت کو نوازیں اور دینِ اسلام کا شرف دنیا کے سامنے ظاہر ہو۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ماہنامہ الفرقان کا
درویشانِ قادیان نمبر

جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی تحریک

"محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے الفرقان کا درویشانِ قادیان نمبر نکال کر تقسیم ملک کے بعد سے اب تک درویشان کی تبلیغی اور تربیتی مساعی۔ ان کے شب و روز کے مشاغل اور درویشان کے نام مع ولدیت و دیگر متعلقہ امور کو شائع فرما کر بہت حد تک جامع نمبر بنانے کی کوشش فرمائی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ اس میں بہت حد تک کامیاب رہے ہیں۔

درویشانِ قادیان کے عزیز و اقارب اور ان کے احباب سے خصوصاً اور ہر احمدی دوست سے عموماً میں اس نمبر کو خرید کر خود مطالعہ کرنے اور اپنے بچوں کو مطالعہ کرانے کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد"

زکوٰۃ

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل ہو سکے ساتھ ہی محبت اور حقیقی عشق پیدا ہو۔ اس کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔ ایثار اور قربانی کا مادہ پیدا ہو۔ حرص و بخل کی بیخ کنی ہو۔ زکوٰۃ دینے سے اموال میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ ادائیگی زکوٰۃ سے اموال میں برکت اور تزکیہ نفوس ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کا بدل کوئی چندہ نہیں۔ زکوٰۃ کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائی جائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری صوبائی انجمن احمدیہ کشمیر کی

چٹھی کے جواب میں

جناب وزیراعظم کشمیر کا شکریہ کا خط

مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ کشمیر نے صوبہ جموں و کشمیر کے نئے وزیراعظم جناب خواجہ شمس الدین صاحب کی خدمت میں ان کے وزیراعظم مقرر ہونے پر مبارکباد کا خط لکھا تھا۔ اس کے جواب میں انہوں نے ڈار صاحب کو ذیل کا خط تحریر فرمایا:۔

پرائم منسٹر جموں و کشمیر سرینگر
اکتوبر ۷ ؍ ۱۹۶۳ء

محترم ڈار صاحب

آداب و تسلیم۔ وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر فائز ہونے کے تعلق میں آپ کا اعتماد اور نیک خواہشات کا پیغام میرے لئے حوصلہ افزا ہے اس کے لئے تہ دل سے میرا شکریہ قبول کیجئے۔

آپ کا مخلص
(شمس الدین)

ایک بزرگ درویش کی وفات

مکرم چوہدری سلطان محمد صاحب نمبردار متوطن لوہٹ ضلع لدھیانہ جو تقسیم ملک کے بعد چک نمبر ۲۹۵ ج ب بیربلوالہ ضلع لائل پور میں سکونت پذیر ہوئے سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر مرکز سلسلہ کی آبادی کے لئے اپنے بقیہ ایام زندگی وقف کرکے مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۵۲ء کو قادیان آئے تھے مورخہ ۶ نومبر ۱۹۶۳ء بوقت اڑھائی بجے دن اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے گاؤں چک لوہٹ ضلع لدھیانہ میں نمبردار تھے اور تقریباً سارا گاؤں احمدی تھا۔ غالباً مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بذریعہ خط بیعت کرکے داخل سلسلہ ہوئے لیکن قادیان آکر حضور کی زیارت نہیں کی۔ زمانہ درویشی نہایت صبر و سکون گزارا۔ کئی ماہ سے بے حد کمزور ہو گئے تھے۔ جس پر ان کے دوسرے بیٹے عبدالرحمٰن صاحب پاسپورٹ اور ویزا پر قادیان آکر تین ماہ تک ان کی خدمت کرتے رہے۔ افسوس کہ جس دن ان کے بیٹے قادیان سے صبح آٹھ بجے کے قریب واپس روانہ ہوئے اسی دن ظہر کی نماز کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم چونکہ موصی تھے اس لئے اسی روز ساڑھے سات بجے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بیٹے بیٹیوں اور دیگر عزیزوں کا حافظ و ناصر ہو۔ مرحوم کے چار بیٹے دو بیٹیاں متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں جو خدا کے فضل سے سب کے سب احمدی ہیں۔

دولتِ یقین

(بقیہ صفحہ ۴)

اس کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اب بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا اور اب بھی سنتا ہے جیسے پہلے سنتا تھا اس کی کوئی صفت معطل نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے کرتا ہے پیار

یہ الگ بات ہے کہ بقول شاعر اقبال ؎

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

اللہ تعالیٰ کا جلوہ ظاہر اسی پر ہوتا ہے جو حضرت موسیٰ کی جیسی تڑپ رکھتا ہے اور آدمی آدمی بن کر اپنے میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر لیتا ہے

آپ نے فرمایا کہ اسلام کا رسول زندہ رسول ہے اور زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ اس کی لائی ہوئی تعلیم پر صدق دل سے عمل کرنے پر اور اسکے پاک نمونہ پر قدم بقدم چل کر ہم روحانی طور پر زندہ ہو جاتے ہیں اور ہم میں اللہ تعالیٰ کا عشق پیدا ہو جاتا ہے آپ ہی واحد وسیلہ ہیں کہ جن کے نقشِ قدم پر چل کر ہم اب بھی خدا کو پا سکتے ہیں ؎

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

(۶)

علاوہ ازیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کلام پاک جو ابدی دنیا تک شمع ہدایت کا کام دیتا جائے گا وہ بھی ایک زندہ کتاب ہے کیونکہ وہ ایک زندہ خدا کا کلام ہے۔ وہ کتاب اللہ جسے مسلمانوں نے طاقِ نسیاں پر رکھا ہوا تھا اور خوبصورت غلافوں میں بند رکھا تھا اور صرف حلف کے وقت یا مردہ پر قرآن خوانی کرنے پر باہر نکالا کرتے تھے اس کی زندگی کو آپ نے اس طرح ثابت کیا کہ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کے تسلی بخش جواب اس کتاب پاک سے نکال کر دکھائے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے قول اور خدا کے فعل میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔ قرآن تمام صداقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس کے معارف غیر محدود ہیں اور قیامت تک ہر زمانہ کے حسب حال اس میں سے علوم کے خزانے نکلتے جائیں گے اور نکالنے والے بھی آتے جائیں گے۔ یہ سلسلہ صرف اسی دین اکمل کے لئے ہی مخصوص ہے کیونکہ دین کے کامل ہو جانے کے باوجود بھی ایک خلا باقی رہ جاتی ہے اور وہ ہے تجدید کی۔ چنانچہ مطابق حدیث شریف ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے اور چودہ صدی کے لئے تو مجدد اعظم کی ضرورت تھی کیونکہ گمراہی بھی عالمگیر تھی۔ تمام آئمہ سلف سے اور اقوال بزرگان سے یہ ثابت ہے کہ چودہویں صدی میں ہی امام مہدی ظہور پذیر ہوں گے۔ اب چودھویں صدی ختم ہونے کو بھی صرف ۲۰ سال باقی رہ گئے ہیں۔ آنے والا آ چکا اور اپنا کام کر چکا مگر یہ لوگ ابھی انتظار میں ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہدی مسعود نے آکر اپنے پیروؤں میں یقین کامل پیدا کر دیا اور انہیں مایوسی کی دلدل سے نکال کر امیدوں کی دنیا سے وابستہ کر دیا۔ جب احمدیت کے پیرو اپنے مقصد حیات کو سمجھنے لگے اور امید کے چراغ کر لے کر دنیا کے کونے کونے میں گھوم رہے ہیں اور روحانیت کی پیاسی دنیا کے دلوں کو حلاوتِ ایمان سے گرما رہے ہیں اب وہ یورپ اور وہ افریقہ جو مادہ پرستی میں سرشار تھے اسلام کے روح افزا پیغام سے چونک پڑے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو رہے ہیں۔

(۷)

یہ نتائج ہیں اس یقین کامل اور امید واثق کے جو تازہ نشانات کو دیکھ کر افراد جماعت میں پیدا ہوتا ہے لیکن اس یقین کامل اور امید واثق کے مفقود ہونے کے سبب دوسرے مسلمان دن بدن پستی کی طرف جا رہے تھے کیا یقین کامل، امید واثق اور ایمان باللہ کا پیدا کرنا ایک مفتری کا کام ہے کیا ناپاک سرچشمہ سے پاک پانی کے فوارے پھوٹ سکتے ہیں ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے